یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار ہذا معہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

عوام سے ..... ۔ے ر... للعہ ر

طلبا اور کم استطاعت اصحاب بشرط تصدیق ... للعہ ر ... یا

بغیر ششماہی یا سالانہ چندہ پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونے کا پرچہ ڈیڑھ آنے کا ٹکٹ آنے پر دیا جاتا ہے۔ +

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج کیجائین گی۔ اعلےٰ درجہ کے مضامین کا معقول معاوضہ دیا جائے گا۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجا جائے۔ ورنہ مطبع ذمہ وار نہ ہوگا۔ +

وکیل

THE VAKIL AMRITSAR

نمبر ۳۷ | امرتسر مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۷ء یوم دوشنبہ | جلد ۳

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۷ء یوم دوشنبہ

ہندوستان اور ملایا کی انگریزی طرز حکومت میں مقابلہ

پچھلے ہفتہ انگریزی نوآبادی سٹریٹس سٹلمنٹ کے رزیڈنٹ جنرل سر فرینک سولٹن ہیم کی رائے دربارہ حکومت ہندو ملایا کا لب لباب درج کر کے انکی پوری تقریر درج کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر اُسکے ایفا سے پہلے سٹریٹ سٹلمنٹ کے مجمل حالات سے آگاہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ انگریزی مقبوضہ سیام کے علاقہ ملاکا کے جنوبی حصہ یعنی جزیرہ نما ملایا کے جنوبی اور مغربی حصہ میں متفرق طور پر واقع ہے۔ اسکے مغرب میں آبنائے ملاکا و ہالنڈی مقبوضہ سوماٹرا، شمال میں ملاکا (جسکی مغربی سرحد برہما سے ملتصق ہے) جنوب و مشرق میں بحیرہ چین اور متفرق جزائر ہین۔ اسکو آبنائے ملاکا کی وجہ سے سٹریٹس سٹلمنٹ یعنی آبنائی نوآبادی کہتے ہین۔ اس نوآبادی میں ہندوستان کی طرح کچھ علاقہ پر براہ راست انگریزی حکومت ہے اور باقی پر دیسی والیان خود مختار حاکم ہین جو یکے بعد دیگرے انگریزی حمایت میں آگئے ہین۔ انگریزی علاقہ جزیرہ سنگاپور، جزیرہ پینانگ۔ اور ساحلی علاقہ ملاکا و صوبہ ولسلی پر مشتمل ہے۔ اور ان سب کا مجموعی رقبہ ۱۴۲ میل مربع اور آبادی ۵ لاکھ سے کچھ زاید ہے۔ دیسی والیان ریاست کے علاقہ کا رقبہ ۶۱۰۰ ہزار میل مربع کے قریب ہے۔ سنگاپور کا جزیرہ جو ملایا سے نصف میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے اور ۲۷ میل لمبا اور ۱۴ میل چوڑا ہے۔ ۱۸۱۹ء مین سلطان جوہور سے انگریزون کو حاصل ہوا تھا۔ اسکے صدر مقام کا نام بھی سنگاپور ہے جو کل نوآبادی کا دارالریاست ہے۔ اور اسکا بندرگاہ کل ایشیا کے بندرگاہون سے زیادہ وسیع اور فراخ ہے۔ جزیرہ پینانگ جسکا رقبہ ۱۰۸ میل مربع ہے ۱۷۸۶ء مین متصل ریاست کداہ سے لیا گیا۔ ساحلی علاقہ صوبہ ولسلی ۱۸۰۰ء مین اسی راجہ سے ملا اسکا رقبہ ۲۸۸ مربع میل ہے انگریزی علاقہ صوبہ ملاکا جسکا رقبہ ۶۵۹ مربع میل ہے ۱۶۱۱ء مین پرتگیزون کے قبضہ مین آیا۔ اُن سے ۱۶۴۱ء مین ہالنڈیون نے چھینا۔ اور ۱۷۹۵ء مین اونسے انگریزون نے فتح کر کے ۱۸۱۸ء مین اُسے پھر ہالنڈیون کو واپس دیدیا۔ مگر ۱۸۲۴ء مین بروے معاہدہ انگریزی مقبوضات واقع جزیرہ سوماٹرا ہالنڈیون کو دیکر یہ علاقہ تبادلہ مین لے لیا گیا۔ ۱۸۶۷ء تک یہ علاقہ گورنمنٹ ہند کے ماتحت رہا۔ ازان بعد اُسے علیحدہ نوآبادی بنا کر وزیر نوآبادیہائے انگلستان کے ماتحت کر دیا گیا۔ اور گورنمنٹ ہند سے اوسے کوئی تعلق نہ رہگیا۔ یہ کل علاقہ نہایت زرخیز ہے اور دمان سدا بہار رہتی ہے۔ دیسی ریاستون کے والی پہلے راجہ اور اب سلطان کہلاتے ہین۔ انکے نام حسب ذیل ہین:-

پیراک۔ سلانگور۔ سنگی اجانگ۔ نیگری سمبیلان (نقطی معنے نو ریاستین) یہ نو چھوٹی چھوٹی ریاستون کے مجموعہ کا نام ہے) پہانگ اور جوہور جو سب سے آخر انگریزی حمایت مین آئی۔ ان ریاستون مین سے ہر ایک مین ایک ایک رزیڈنٹ سرکار کیطرف سے مقرر ہے۔ جولائی ۱۸۹۵ء مین سب مین اتحاد کر کے ایک رزیڈنٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ اور بروے معاہدہ قرار دیا گیا کہ اوسکے ماتحت سب ریاستون کی طرف سے ایک کونسل مقرر کیجائے۔ جو سب کے لئے قوانین اور انتظامی قواعد وضع کیا کرے۔ انگریزی علاقہ کی سالانہ آمدنی چالیس لاکھ ڈالر اور خرچ ۳۷ لاکھ ڈالر ہے۔ ریاستون کی مجموعی آمدنی ایک کروڑ ڈالر کے قریب ہے۔ زیر حمایت ریاستون نے اسی معاہدہ کے رو سے بوقت جنگ برٹش گورنمنٹ کو فوجی امداد دینے کا اقرار کیا۔ یہان زیادہ تر آبادی ملائی مسلمانون اور چینی لوگون کی ہے۔ علاقہ مذکور پر ایک ہائی کمشنر مقرر ہے اور اوسکے ماتحت ۴ ممبرون کی اگزکٹو کونسل ہے۔ نو ممبر سرکاری اور ۷ غیر سرکاری ہوتے ہین۔

یہ علاقہ آبادی اور رتبہ کے لحاظ سے گو ایسا قابل وقعت نہین مگر محل وقوع اور زرخیزی کی وجہ سے لاکھون مربع میل کے علاقہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ چائنا، جاپان اور آسٹریلیا وغیرہ کو اسی آبنائے سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے اور تین زبردست سلطنتون ہالنڈ (جسکے ماتحت چار کروڑ مسلمان ہین) فرانس اور سیام کے علاقے اوسکے ارد گرد موجود ہین۔ مگر ہماری رائے مین اوسکی وقعت بالخصوص اُس طرز حکومت کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے جسکو انگریزی گورنمنٹ نے اپنے کل مقبوضات کے طریق حکومت سے بالکل مختلف بطور آزمایش اس علاقہ مین اختیار کیا اور اس تجربہ مین اُسے پوری کامیابی ہوئی۔ اس اختلاف اور کامیابی کی کیفیت ولایت کے اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی عبارت مین جس نے ریاست ہائے ملایا کے رزیڈنٹ جنرل سے ملاقات

کرکے اُسکی گفتگو کے اکثر حصہ کو بجنسہ نقل کیا ہے بیان کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے ہم ناظرین سے تعلیم کے بارہ مین صاحب موصوف کی رائے پر خاص توجہ کرنے کی التماس کرنے کی بعد عبارت مذکور کو ذیل مین درج کرتے ہین۔ اس رائے سے اونکو وکیل کی رائے کی مضبوطی جو وہ اسی بارہ مین کئی دفعہ ظاہر کرچکا ہے بخوبی معلوم ہوجائے گی۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ "جب مین پچھلے برس جاپان گیا تھا تو وہان کے وزیر اعظم مارکوئیس ایٹو نے مجھ سے دوران گفتگو کہا کہ ہندوستان پر تحکم سے حکومت کیجاتی ہے۔" اس بیان کی تصدیق مجھے چند دن ہوئے سر فرینک سولٹن ہیم کی گفتگو سے بخوبی ہوگئی یہ آجکل ملایا کی متفقہ ریاستون کے رزیڈنٹ جنرل ہین اور بیس برسون سے ہماری نوآبادی ملایا کی فلاح و بہبود مین مصروف ہین۔ صاحب موصوف نے کہا کہ "یہ ریاستین جو لائی گذشتہ مین متحد ہوئی ہین اور اس تھوڑے سے عرصہ مین جو نتائج مترتب ہوئے ہین اُن سے اس پالیسی کی درستی ثابت ہوگئی ہے۔ اس تدبیر سے دو بڑے مدعا حاصل ہوگئے ہین۔ اوّل۔ ہائی کمشنر مقیمہ سنگاپور اور اُن افسرون کے درمیان جو ریاستون کے حسن انتظام کے ذمہ دار ہین بہتر درمیانی توسط قایم ہوگیا ہے۔ پہلے جب کوئی گورنر یا آتا تھا تو اوسکے پاس کوئی ایسا اعلے حیثیت کا مشیر نہ ہوتا تھا۔ جس سے اوسکو مطلوبہ آگاہی اور واقفیت مل سکے۔ اب ان ریاستون کی رعایا اور ہائی کمشنر کے درمیان رزیڈنٹ جنرل یہ کام باحسن وجہ دیتا ہے۔ اور اس طرح سے گورنر کو ایک ہمدرد رعایا و خیر خواہ سرکار مشیر دستیاب ہوگیا ہے۔ دوسرا۔ مدعا یہ حاصل ہوا ہے کہ کل انتظام بالخصوص قانون کل ریاستون مین یکسان اصول پر قایم ہوگیا ہے۔ ملایا مین حکومت کا طریقہ جسقدر سیدھا سادہ ہے اوسی قدر بہتر ہے۔ رعایا کو پیچدار قوانین اور ایندٹے بینڈے قواعد سے پریشان دماغ بنانا نہایت خطرناک پالیسی ہے۔ اب اس وقت کل رزیڈنٹ اور مین رعایا کے کل حالات اور خیالات سے پوری واقف ہین۔ اور وہ ہمکو اپنا سچا دوست سمجھتی ہین سب سے نازک معاملہ مسلمان اضیات ہے۔ اسکے متعلق جو پالیسی ہمنے اختیار کی اوس سے عمدہ نتائج حاصل ہوئے ہین۔ اور رعایا بھی اونسے بہت خوش ہے۔ اس سے وہ والیان ریاست کے سابقہ جور و ظلم سے بہت کچھ محفوظ ہوگئی ہین۔ مگر سب سے عجیب اور خوشی کا امر یہ ہے کہ خود والیان ریاست بھی اس پالیسی کو پسند کرتے ہین اسکا ثبوت تمکو اس وقت سے ملجائیگا۔ تھوڑے ہی عرصہ کی بات ہے کہ ہم نے چار سلاطین کو باہمی صلاح و مشورہ کیلئے ایک جگہ جمع ہونیکے لئے مدعو کیا۔ ہمکو اونکے آنیکی بہت کم امید تھی۔ کیونکہ ملایا کی تاریخ مین وہان کے مختلف فرمانروایون کے باہمی دوستانہ اجتماع کا کہین نام و نشان نہین پایا جاتا۔ (یعنی ہندوستان کے والیان ریاست کیطرح وہ ہر وقت ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر تلے رہتے تھے) مگر وہ چارون سلطان مع اپنے اپنے ماتحت سردارون کے آپہونچے اور اُس وقت ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہگئی۔ ہائی کمشنر نے بڑے طمطراق سے کانفرنس کا افتتاح کیا اور پانچ دن تک تمام ریاستون کے متعلق اہم معاملات پر ملائی زبان مین بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ یہ گویا اتحاد و اتفاق کا پہلا عملی سبق تھا جس سے وہ نہایت خوش ہوئے اور اسے غالباً کبھی فراموش نہین کرین گے۔

"ایک اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ ریاست ہائے ملایا مین ہم طریق انتظام کے متعلق ایک ایسا تجربہ کر رہے ہین جسکی نظیر بنی نوع انسان کی کامل ہمدرد سلطنت انگلشیہ کی تاریخ مین بھی نہین پائی جائیگی۔ اور سلطنتون کا تو کوئی ذکر ہی نہین۔ یہ ایک بالکل نیا اور نہایت دلچسپ تجربہ ہے جسمین کسی سابقہ تجربہ سے ہمکو کوئی امداد نہین ملتی اور راہبری نہین ہوتی۔ مگر ہم بتدریج مستحکم طور پر فائز بمرام ہوتے جاتے ہین۔ وہ تجربہ یہ ہے کہ ہم وہان لوگون کے دلون مین خوف بٹھاکر اور تحکم سے نہین بلکہ پیار و دلاسا اور ترغیب و تحریص سے حکومت کر رہے ہین آسٹریلیا مین ہماری پالیسی یا طرز حکومت کا نتیجہ (عمداً یا اضطراراً) یہ ہوا ہے کہ وہان کے کل دیسی باشندے تقریباً معدوم ہوگئے ہین۔ امریکہ مین بھی یہی نتیجہ ہوا ہے۔ وہان کے اصلی متوطن سرخ اندام انڈینیز (ہندی) بسرعت فنا ہوتے چلے جارہے ہین۔ ہندوستان مین دیسیون کو فنا تو نہین کیا جارہا۔ مگر فاتح اُنپر جابرانہ حکومت کرتے ہین اور بزور شمشیر و تربیت سے اونکو مطیع بنائے ہوئے ہین برعکس اسکے ملایا مین ہماری حکمت عملی یہ ہے کہ ہمدردی اور غمخواری سے کام لیا جائے۔ اور میری رائے مین غیر یورپین اقوام پر کامترین کامیابی کے ساتھ حکومت کرنیکے لئے اس سے عمدہ کوئی گر نہین۔ ہماری اس پالیسی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ملائی قوم نیست و نابود ہونیکی بجائے دماغی۔ اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے روبہ ترقی اور فی الواقع مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے۔ ہماری تدابیر حفظان صحت سے اون بیماریون کا نشان تک نہین رہگیا جو کبھی وہان سے دفع نہین ہوتی تھین۔ لوگون کو ترقی کے لئے ایسے موقعے ملگئے ہین جو اونکو پہلے کبھی بہم نہین پہونچے تھے۔ ہم اُن کا خاتمہ بالخیر کرنیکی بجائے اونکی اصلاح کر رہے ہین۔ ہم نے اونکے جسمون کو بیماری اور ہلاکت سے بچا دیا ہے۔ اونکی دولت و حشمت کو بڑھا دیا ہے۔ اونکو آزادی دلادی ہے۔ اور انکی کامل اور دلی رضامندی سے اونکی کل حکومت اور تمام نیک و بد کو اپنے اقتدار مین لے رکھا ہے۔

"ملائی ریاست کا رزیڈنٹ ہندوستانی ریاست کے رزیڈنٹ سے بالکل مختلف ہے۔ آخر الذکر دیسی ریاست مین وایسرائے کا ایک طرح سے سفیر ہے۔ اور وہ وایسرائے کی آنکھ اور کان ہے۔ مگر جس ریاست مین وہ مامور ہو وہان کی گورنمنٹ پر اوسے کوئی عملی اقتدار حاصل نہین۔ (برخلاف اسکے ہمارے رزیڈنٹ ڈالیان ریاست کے مشیر اور اونکی ریاستون کے منتظم ہین) ہمارے زیر اقتدار ملک کے وسائل اور رعایا کی جسمانی بہبود روز بروز ترقی پر ہے۔ اگر ایسا نہو تو تعجب ہو۔ کیونکہ ہم بطور قاعدہ کلیہ ان ریاستون کی آمدنیون کا نصف سڑکون ریلوے لائینون۔ انہار اور وسائل آبپاشی اور دیگر مفید کامون پر خرچ کرتے ہین۔ ہم گذشتہ ۲۳ برسون مین دو ہزار میل سڑکین تیار کرچکے ہین۔ اور عنقریب ۵۰ میل ریلوے مکمل ہوجائینگی۔ کیونکہ وزیر نوآبادیہائے متعلقہ موجودہ لائین کے مختلف بکھرے ہوئے حصون کو ملا دینے کے لئے زر مطلوبہ جسکی مقدار بہت قلیل ہے قرض لینے کی منظوری دیدی ہے۔ غلامی معدوم اور بیگار ایام گذشتہ کی کہانی ہوگئی ہے۔ عدالتون پر معتبر مجسٹریٹ مقرر ہین جو بلا رو رعایت عدل انصاف کرتے ہین۔ ہمارے انتظام سے پہلے جو ناگفتہ بہ حالت تھی اوسکا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ تم نے یہ اکثر پڑھا ہوگا کہ کبھی کبھی کوئی ملائی دیوانہ ہوکر تلوار یا خنجر ہاتھ مین لئے ہوئے بازار مین بے تحاشا دوڑتا پھرتا ہے اور جو سامنے نظر آئے اُسے قتل و زخمی کرتا جاتا ہے تا وقتیکہ خود قتل یا سخت مجروح نہ ہوجائے۔ یہ گویا تم مایوس نقصان رسیدگان کا آخری چارہ و حیلہ یا فریاد ہوتی تھی۔ اور دنیا سے بیزار ہوجانے پر یہ اونکی خودکشی کا طریقہ تھا۔ اب ایسی واردات ہمارے علاقہ مین کہین نہین ہوتی۔"

تعلیم کے بارہ مین سوال کئے جانے پر رزیڈنٹ موصوف نے جواب دیا: "نہین۔ نہین۔ ہم علیا کو ضرورت سے زیادہ تعلیم نہین دے رہے۔ ہم ملایا مین بنگالی بابوؤن کے مشنے دیکھنا نہین چاہتے۔ ہمارا مدعا صرف یہ ہے کہ ملایون کو خود اونہی کی زبان مین لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب سکھائین۔ (فضول کالجی تعلیم دیکر) اونکے دماغون مین فرعونیت کیون داخل کردیجائے) کہ وہ کشتکاری اور ہر ایک قسم کی دستکاری اور حرفت کو اپنی شان سے بعید سمجھنے لگ جائین۔ اور بفرض محال اگر اونکی طرف راغب بھی ہون تو اونکے قابل نہ رہگئے ہون۔"

"مین دعوے سے کہتا ہون کہ ملایون کو حظ زندگانی اب حاصل ہوا ہے۔ اور یہ اونکو انگریزی حکومت کی طفیل ملا ہے تم پورے بارہ مہینے ملائی ریاستون مین سیاحت کرو۔ مگر کسی یورپین کو دیسیون کی شان مین "نگر" (کالا آدمی) کا لفظ بولتا ہوا نہ پاؤگے۔ اور سالہا سال وہان ٹھیرو۔ کوئی یورپین تمہین کسی ملائی کو پیٹتا ہوا یا گالی دیتا ہوا نظر نہ آئیگا۔ یہ درست ہے کہ اسبارہ مین ملایون کی خودداری کو بھی بہت کچھ دخل ہے کوئی ملائی کبھی خاموشی سے زدوکوب نہ کرالیگا۔ بلکہ فوراً جواب ترکی بہ ترکی دیگا۔ مگر نشہ حکومت بسا اوقات ان ملحوظات پر بھی غالب آجاتا ہے اسلئے ایسی واردات کے نہ ہونے کی اصل کنہ یہی ہے کہ ملائی ریاستون مین یورپین افسر بطور حاکم نہین بلکہ بطور دوست و خیر خواہ حکومت کرتے ہین۔" "بڑے فخر کی بات یہ ہے کہ یہ کل ترقیان ہمنے وہان مشنریون (پادریون) کی امداد کے بغیر کی ہین۔ کیونکہ ان حضرات کو بطور کلیہ اب یقین ہوگیا ہے کہ جس ملک کے لوگون کا مذہب اسلام ہو وہان اونکا کوئی ٹھکانہ نہین۔ تاہم مین یہ تسلیم کرتا ہون کہ امریکن مشن اور رومن کیتھولک پادریون کے مدارس نے لوگون مین تعلیم کا چرچا پھیلانے مین معقول کارگذاری کی ہے۔ ..... مین یہ دعوی نہین کرتا کہ جب ہم (یعنی انگریز) شروع شروع مین ملائی ریاستون مین داخل ہوئے تھے تو اسی وقت سے ہمارے ارادے اور نیت ایسی نیک تھی اور ہمکو ہمدردی کے سوا اور کوئی خیال نہین تھا۔ نہین اسکے برعکس ہمارے خیال مین توسیع مقبوضات کی خواہش اور شاہی اغراض

اصلاع مفوضہ حیدرآباد (برار) اور حیدرآباد کنٹنجنٹ کی نسبت پاؤنیر ایک قابل تعریف اڈیٹوریل مضمون میں جسکی طرف پچھلے ہفتہ مجمل سا اشارہ کیا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ رزیڈنٹ حیدرآباد برار کے انتظامی اخراجات کو جن میں ہر سال حیرت انگیز اضافہ ہوتا رہا ہے کم کرنیکی تجاویز سوچنے میں مصروف ہیں اور اسباہ میں چند تجاویز گورنمنٹ کی خدمت میں پیش بھی کر چکے ہیں۔ یہ اضافہ صوبہ برار کے ہر ایک محکمہ میں ہوتا رہا ہے۔ مگر اس مضمون پر ہمعصر مگور صرف حیدرآباد کنٹنجنٹ پر بحث کرتا ہے +

یہ فوج جو پہلے سر چارلس رسل کے نام پر (جو ۱۸۱۳ء سے ۱۸۲۰ء تک حیدرآباد کے رزیڈنٹ رہے) رسل بریگیڈ پکاری جاتی تھی ۱۸۱۳ء میں اُن کمانوں کیلئے جو سب سیڈیری فوج (امدادی فوج) نہیں کر سکتی تھی اور زیادہ تر سرکش جاگیرداروں اور رئیسوں کی سرکوبی کیلئے قائم کیگئی تھی۔ ۱۸۰۰ء کے معاہدہ کی رُو سے جو لارڈ ولزلی گورنر جنرل کشور ہند (وبرادر اکبر ڈیوک آف ویلنگٹن) نے حیدرآباد۔ گوالیار وغیرہ چند سرکردہ ہندوستانی ریاستوں سے اِس غرض کیلئے کیا تھا کہ ضرورت کیوقت ریاستیں سرکار کی مدد کریں اور اُسکے عوض سرکار نے اُن کی محافظت کی ذمہ واری اُٹھائی تھی۔ اس آخر الذکر اقرار کے ایفا میں چند انگریزی جمعیتیں سب سڈیری فوج کے نام سے قلمرو حیدرآباد میں مدلسی طور پر مقیم کیگئیں اور اُنکے خرچ کے معاوضہ میں نظام نے چند اضلاع کی ملکیت و حکومت سرکار انگلشیہ کو منتقل کر دی۔ سکندرآباد میں جو انگریزی فوج مقیم ہے وہ یہی سب سڈیری فوج ہے۔ جسکی تعداد بڑی معاہن آٹھ ہزار پیدل و ایک ہزار سوار ہے۔ مگر چونکہ اسکا کام صرف بیرونی دشمنوں سے ریاست کی محافظت کرنا تھا۔ اسلئے اندرونی محافظت اور جاگیرداروں کی تنبیہ و تہدید کیلئے رسل صاحب نے الگ باقاعدہ فوج یورپین افسروں کے ماتحت اپنے انتظام سے تیار کی۔ اور اسطرح سے اُسپر اُسکا پورا قابو و دخل ہو گیا۔ چنانچہ ۱۸۲۰ء میں جب سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ ہوئے تو اُنہوں نے صاف کہدیا کہ یہ فوج محض رزیڈنٹ کا کھلونا ہے۔ اِس فوج میں تین بریگیڈر اور اُن کے لئے علیحدہ علیحدہ کامل سٹاف مقرر کئے گئے۔ اور چونکہ خرچ نظام کے سر پڑتا تھا۔ بمصداق مال مفت دل بیرحم افسروں اور سپاہیوں کے لئے طرح طرح کے الاونس اور زائد بھتے مقرر کر دیئے گئے۔ اِس فوج کی تقرری نگرانی اور تقسیم تنخواہ کا کام رزیڈنٹ کے ہاتھ میں تھا۔ جسکا انجام آخر یہ ہوا کہ فوج مذکور نظام کی فوج سمجھی جانے کے بجائے جسکی کہ وہ درحقیقت تھی اور ہے۔ انگریزی فوج کا ضمیمہ متصور ہونے لگ گئی۔ اور چونکہ فوج کا خرچ رزیڈنٹ سرکاری روپیہ سے کر کے بعد میں نظام سے لیا کرتا تھا۔ ریاست کی طرف آہستہ آہستہ باقیاں رہنی شروع ہو گئیں جنکی مقدار ۱۸۵۳ء میں اِس قدر بڑھ گئی کہ انکو برار کی فاضلہ آمدنی سے پورا کر لینے کے لیے سن مذکور میں یہ صوبہ بطور امانت سرکار انگریزی کے حوالہ کر دیا گیا۔ کہ کنٹنجنٹ انتظامی خرچ اور وصولی قرضہ کے بعد جسکی تعداد ۴۰ لاکھ روپیہ حالی تھی۔ جو بچت ہو وہ سرکار نظام کو واپس دیجایا کرے۔ اس تفویضگی سے پہلے سر چارلس مٹکاف کے وقت میں اِس فوج کے متعلق سرکار انگلشیہ نے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کی رقم اپنے ذمہ لیکر اضلاع سرکار شمالی کا سالانہ خراج ساٹھ لاکھ روپیہ جو وہ سرکار نظام کو دیا کرتی تھی ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا تھا۔ تفویضگی برار جس جابرانہ طریقہ سے لارڈ ڈلہوزی کے وقت عمل میں آئی تھی اُسکی توضیح کی　　یہاں ضرورت نہیں۔ شائقین کو رسالہ

امانی علاقہ برار کے مطالعہ سے جسکو محمد عبدالحفیظ صاحب نے مسٹر گریل صاحب کے رسالہ برار ٹرسٹ سے ترجمہ کر کے حیدرآباد میں شائع کیا ہے پوری آگاہی ہو سکتی ہے۔ الغرض تفویضگی برار کے بعد یہ فوج جسکی تعداد اسوقت　　آٹھ ہزار اور ساڑھے آٹھ ہزار ہے اور جسکا خرچ اسوقت ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ اور پھر سرکار کی تحویل میں چلے جانے پر پہلے سال ۲۶ لاکھ۔ مگر اب پھر بڑھتا بڑھتا ۴۲ لاکھ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ بالکل سرکاری فوج سمجھی جانے لگ گئی۔ علاقہ برار جب سرکار انگریزی کے سپرد کیا گیا تھا اُسوقت اُسکی سالانہ آمدنی چالیس لاکھ روپیہ تھی۔ اور اُس آمدنی میں سے یہی فوج انتظام ملک کے اخراجات اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد اندازہ لگایا گیا تھا۔ کہ معقول بچت ہوا کریگی۔ مگر اب ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ محاصل ہو جانے پر بھی صرف دو چار لاکھ کی بچت دکھائی جاتی ہے +

انتظامی اخراجات کے لئے وعدہ ہوا تھا کہ وہ ساڑھے بارہ فیصدی محاصل سے بڑھنے نہ دیئے جائینگے۔ لیکن اب وہ ساٹھ فیصدی سے بھی متجاوز ہیں۔ ۲۸ لاکھ آبادی کے علاقہ میں سول خرچ اسقدر رکھا گیا ہے جسقدر تین کروڑ آبادی کے کل احاطہ مدارس کا ہے۔ اور فوجی خرچ کے اضافہ کی کیفیت اوپر مندرج ہو چکی ہے۔ یہ ۴۲ لاکھ کی رقم صرف ۸½ ہزار فوج پر خرچ کیجاتی ہے۔ اگر سرکار انگریزی اپنی فوج پر بھی اِس اوسط سے خرچ کرے تو کل ملک کی محاصل فقط فوجی اخراجات کو بھی کفایت نہ ہوں۔ مگر مزید افسوس یہ ہے کہ اس صرف کثیر سے فائدہ ایک پیسہ کے خرچ کے برابر نہیں نکلتا۔ اور اِس فوج سے سرکار نظام یا سرکار انگریزی کسیکو بھی کچھ مدد نہیں ملتی۔ ریاست کو تو اوّلہ ضرورت ہی نہیں سمجھی جسکے لئے یہ فوج قائم کیگئی تھی۔ اور سرکار انگریزی کو بھی گو اُس کا اس فوج پر کوئی حق نہیں ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد چالیس برس کے عرصہ میں صرف یہہ مدد پہنچی ہے کہ اس میں سے ایک ہزار فوج موجودہ سرحدی مہم پر روانہ کیگئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ سرکار نظام کے خرچ سے ساڑھے آٹھ ہزار مفت خوروں کی پرورش کر رہی ہے۔ یہ فوج چھ چھاؤنیوں میں منقسم ہے۔ جور۔ انجور۔ مومن آباد۔ اورنگ آباد۔ جالنہ۔ ہنگولی اور ایلچپور میں ہیں۔ اسکا صدر مقام بولارم میں ہے۔ فوج کے سپاہی اور یورپین افسر جو عموماً رشتہ دار ہیں بیکاری کی وجہ سے ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ جنکے ذکر سے شرم و حیا مانع ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ جب تقرری و ترقی اور پرورش صرف ایک شخص (رزیڈنٹ) کے ہاتھ میں ہو تو متوقعان پرورش میں خوددار یکا مادہ کسقدر موجود ہو سکتا ہے +

پاؤنیر کا یہ اعتراض بالکل درست ہے کہ سب سڈیری فوج حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ۱۵ ہزار فوج کو بیکار ریاست میں بند کر رکھا گیا ہے۔ ریاست نظام کو اب ہمسایہ ریاستوں سے کوئی خوف نہیں جن سے اُسے محفوظ رکھنے کیلئے اوّل الذکر فوج مقرر کیگئی ہے۔ اور کل ہندوستان میں اب کوئی ایسا زمیندار یا رئیس نہیں رہگیا جس سے فوج کی مدد کے بغیر محاصل وصول نہ ہو سکیں۔ اور آخر الذکر فوج اسی غرض کیلئے ریاست نے قائم کی تھی۔ بغرض محال اگر اُسے کبھی فوجی قوت کے استعمال کی ضرورت ہو تو باقاعدہ فوج کے علاوہ ریاست کے پاس پانچہزار باقاعدہ اور غیر باقاعدہ فوج برائے خدمت شاہی موجود ہے۔ اُسے کام لے سکتی ہے۔ مگر اُسکی یہ تجویز ایماندارانہ اور انصاف سے بہت گری ہوئی ہے کہ سرکار اِس کل فوج کو اپنی تحویل میں لیکر حیدرآباد سے باہر شاہی اغراض کیلئے اُس سے کام لے اور اُسکے عوض محاصل برار سے ۳۵-۳۶ لاکھ روپیہ سالانہ باقاعدہ نظام کو دیدیا کرے تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اگر یہ فوجیں بیکار پڑی ہیں۔ اور بڑے معاہدات سابقہ سرکار انگلشیہ ہمیشہ اُن کو حیدرآباد سے باہر نہیں رکھ سکتی۔ تو وہ ان تمام علاقوں کو جو ان فوجوں کے مصارف کے واسطے گئے تھے واپس کر کے اُن فوجوں کو توڑ دے۔ یا اگر اضافہ فوج کی ضرورت ہو جو اُسے اگر اب نہیں تو یقیناً عنقریب پڑیگی تو اُنکو باقاعدہ طور پر سرکاری افواج میں شامل کر کے جہاں ضرورت ہو وہاں متعین کرے +

سرحدِ ہنگامے

سرحد پر ہفتہ گذشتہ میں کوئی قابل تذکرہ معرکہ نہیں ہوا۔ ہم تراہ کی کل فوجیں علیحدہ علیحدہ حصوں میں وادی بونیر۔ وادی سیتوانہ اور قلوی کے رستہ میدان اور علاقہ تراہ سے وادی بارا کو روانہ ہو گئی ہیں۔ جہاں وہ غالباً ۱۴- دسمبر تک پہنچ جائینگے۔ راستہ میں غنیم نے کئی جگہ آتشباری کر کے خفیف نقصان پہنچایا۔ مگر اُنکا بھی کوئی گاؤں راستہ میں سالم نہیں چھوڑا گیا +

فوج کو سردی اور برف سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ مگر وہ کل مصائب کو جوانمردانہ برداشت کر رہی ہے۔ وادی بارا کے کمپ دیدگوئی میں وہ سردی سے بہت کچھ محفوظ ہو جائیگی۔ اور کزئیوں نے کل شرائط کی تعمیل کر دی ہے۔ دسمبر تک اُنہوں نے رائفلیں اور ۲۲ ہزار کچھ سو روپیہ نقد جرمانہ ادا کیا۔ اُنکے قبائل گھروں کو واپس آ گئے ہیں۔ مگر اُنکو یہ شکایت باقی ہے کہ ۱۵ سرکار نے علاقہ تراہ میں قافلوں کے داخلہ کی بندش سے اُنکے علاقہ کو مستثنیٰ نہیں رکھا جس سے اُنکو ضروریات و احتیاج بالخصوص نمک کی کمیابی سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ مگر سرکار کا خیال ہے کہ جب مطیع قبائل کو بھی تکلیف محسوس ہو گی تو وہ سرکش قبائل کو بطور خود ہی راہ راست پر آجانیکی فہمائش کرینگے +

۵ دسمبر کو علم گودر کمپ کے قریب ایکسو سرحدیوں نے گراسکٹوں اور اُنکے محافظ سوار و نیز اچانک حملہ آور ہو کر ایک سوار اور ایک گھوڑے کو قتل اور ایک سوار کو سخت زخمی کیا اور خود بچگئے۔ کوہی توپخانہ کیلئے سرحدی محاربہ کی وجہ سے ۲۵۰ مزید خچریں جنوبی یورپ سے خریدی جائینگی +

مسٹر کرزن نائب وزیر خارجیہ نے بمقام لورپول ۳ دسمبر کو تقریر میں کہا کہ ہندوکش کے راستہ صرف چترال سے کوئی حملہ آور ہندوستان میں داخل ہو سکتا ہے اسلئے اس راستہ کی حفاظت کیلئے اسپر ہمارا قابض رہنا لازمی ہے۔ انکی خیالیں معاہدہ ڈیورنڈ کے وقت جو امیر صاحب کے ساتھ کیا گیا سرحدی قبائل کے انگریزی دائرہ اقتدار میں آجانے سے انکو اپنی آزادی کا اندیشہ ہو گیا اور یہی اندیشہ موجودہ سرحدی جنگ کا باعث ہے ٭

کمسریٹ کے اکثر بارکش جانور ناقابل ہو گئے ہیں۔ کوہاٹ سے بارا کو اب اونٹوں پر اسباب بھیجا جاتا ہے۔ ہر روز ایک ہزار اونٹ درہ کوہاٹ سے گذرتے ہیں۔ دو ہزار گدھے عنقریب نیلام کئے جاوینگے ٭

مہاراجا دھولپور بھی سرحد سے واپس آگئے ہیں ٭

پشاور کالم ۴ دسمبر کو بارا سے روانہ ہو کر بارہ میل کے فاصلہ پر بمقام سوائی کوٹ جو برکوئی سے جانب شرق ۱½ میل کے فاصلہ پر ہے خیمہ زن ہوا۔ سڑک خراب اور بہت اونچی نیچی تھی۔ شام کیوقت غنیم نے فوج عقب کے قافلہ پر آنشباری کی۔ ایک گورہ ہلاک اور ایک گورہ و ایک دیسی کو زخمی کیا۔ صحرا گڑھی کے مقتول سکھوں کی یادگاری نشان میں ۴ دسمبر تک پاؤنیر کے دفتر میں ۱۱۵۸۸ روپیہ ۸ جمع ہوئے۔ ۱۲ دسمبر کو خالصہ آبادگار قیام کے متعلق امرتسر کے دربار صاحب میں جلسہ کیا ٭

واقعہ میرزا کا ایک اور مرغنہ مجرم اللہ نبی خاں جو سداخاں کی فریق مخالف میں سے ہے۔ خود بخود بلا شرط حاضر ہو گیا ہے تحقیقات کنندہ کمیشن نے تحقیقات ختم کر کے گورنمنٹ کو رپورٹ کر دیگی۔ جو ہر ایک مجرم کیلئے سزا تجویز کریگی ٭

جنرل ہارٹ کے بریگیڈ کو وادی دسن کے راستہ بارا کر جاتے وقت دوسرے دن کے کوچ میں غنیم سے سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ کاخیلوں کی تمام دیہات اور ملاسید اکبر کا مکان جو پیشتر سے کیا گیا تھا زمین کے برابر کر دیئے گئے۔ ناہہ پلٹن کا ایک دیسی حوالدار قتل۔ دو گورکھے۔ دو دیسی سپاہی ایک دیسی زخمی ہوئے ٭

جنرل ہنٹر نے برکائی کا معائنہ کر کے رپورٹ کی ہے کہ کیمپ کے لئے میدان تو کافی ہے۔ مگر چارہ کی بہت قلت ہے بنابریں جنرل لوکہارٹ غالباً وہاں ہیڈ کوارٹر قایم نہ کریں۔ عام خیال ہے کہ فوج کو دو تین جگہوں پر مقیم کیا جائیگا۔ اور بعض کی رائے ہے کہ چینا۔ بازار۔ برکائی۔ لنڈی کوتل۔ وغیرہ وغیرہ مقامات پر یعنی جس جس نواح میں آفریدی زمستان بسر کرتے ہیں بریگیڈ مقرر کئے جائیں تاکہ آفریدی کھلے میدانوں اور چوٹیوں پر برف سے تکلیف اٹھا کر مجبوراً اطاعت منظور کریں گورنمنٹ نے ایں رنے سوات اتمان خیلوں کی سرکوبی کیلئے بھی فوجکو کرنیل ہیڈ کی زیر کمان جو بالائی سوات کے اتمانیوں کی تہدید سے ابھی فارغ ہوئی ہیں بڑھنے کا حکم دیا ہے۔ رجمنٹوں اور افسروں کی تعین ہو گئی ہے ٭

کل سرحدی محاربات پر اخیر دسمبر تک تقریباً چار کروڑ روپیہ خرچ ہو جائیگا ٭

تار کی خبریں معہ مختصر حواشی

لنڈن ۶ دسمبر۔ جرمن پنچیں۔ جرمن نے ۴۵۰۰ فوج چین کو بھیجی ہے۔ اتنی بڑی فوج کبھی وہاں سے باہر نہیں گئی تھی۔ جرمن وزیر خارجیہ نے پارلیمنٹ میں کہا۔ کہ چین کی برخلاف ہمکو عرصہ سے شکایتیں ہیں ہم اسکے دوست رہنے آیا دہ ہیں۔ مگر اتنی خفت کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ ۲ سو جرمن بحری فوج دوشین تو پین لیکر ۲ دسمبر کو تسفیہ کیا شو میں جو سلطان سے ۸ میل اندر ہے بلا مزاحمت داخل ہوئے انکے آنے پر چینی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ مگر خبر آئی کہ چین جرمنی کی اس کارروائی سے سخت ناراض ہے۔ اور وہ انکے قبضہ کو کبھی تسلیم نہیں کریگا۔ اور اگر دول نے اسکی اس حرکت کو تسلیم کر لیا تو چین اسے غیر دوستانہ فعل تصور کریگا ٭

لنڈن، ۷ دسمبر۔ امریکہ کی خارجہ حکمت عملی پریسیڈنٹ میکنلی نے امریکن پارلیمنٹ کو پیغام بھیجکر خبر سنوائی کہ قطعی الحاق کی سفارش کی ہے اور کہا ہے کہ کیوبا کے متعلق کوئی کارروائی کرنے سے پہلے ہسپانیہ کو وہاں اصلاحات کی ترویج کی کافی مہلت دینی مناسب ہے ٭

لنڈن، ۷ دسمبر۔ فرانسیسی مہم جو میجر مارچنڈ کے ماتحت نیل کو جا رہی تھی صوبہ بحر الغزال میں قتل کر دیگئی ہے صرف چند آدمی جانبر ہوئے ذاطرین کو متعدد دفعہ بتایا جا چکا ہے کہ یورپ کی بعض سلطنتیں کچھ عرصہ سے افریقہ کے ایسے علاقہ پر متصرف و قابض ہونے کیلئے جو ابھی تک انمیں سے کسی ایک عملی قبضہ میں نہیں آئے ایکدوسرے کی ضد بضد بطریق ہاتھ مار رہی ہیں اگر خاموش بیٹھی ہے تو صرف ٹرکی جو کیوقت کل شمالی افریقہ کی واحد مالک و متصرف تھی یا اٹلی جسنے حال میں کرواکر پیچھا دبک گئی ہے لیکن جرمن فرانس انگلستان اور روس کی رقابت وہاں اسقدر بڑھ رہی ہے کہ شاید مسئلہ شرقی و مسئلہ مشرق الاقصیٰ اسطرح پلا تصفیہ رہیں۔ اور افریقہ کی ریگستانوں سے یورپ کی جنگی میگزینوں کو یکبارگی مشتعل کر دینے کے لئے اچانک چنگاری پیدا ہو جائے مانہی دنوں مغربی افریقہ میں تو فرانس اور انگلستان کی فوجوں میں بایکدفعہ تلوار چلتے چلتے رہگئی اور ابھی اسکا اندیشہ پوری طرح سے زایل نہیں ہوا۔ مشرقی افریقہ کا نقشہ تو یا استخوان شاندہ دیکھئے کیا گل کھلاتا ہے۔ انگریزوں کا منشا ہے کہ اسکندریہ سے لیکر براہ وادی نیل راس امید تک سلسلہ وار انکا تسلط قایم ہو جاوے۔ اور ایک سرے سے انکی ریل شروع ہو کر دوسرے سرے تک پہنچ جائے۔ اس ارادہ میں سب سے زیادہ درویشوں کا قبضہ خرطوم حایل ہے۔ اور وہ خرطوم پر قابض ہونیکے لئے بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں ادھر فرانس سعی کر رہا ہے کہ وہ انگریزوں کے پہنچنے سے پہلے خرطوم میں مہدی کو مدد پہنچا کر انگریزوں کے حملہ کو روکنے کے قابل بنا دے چنانچہ جس مہم کے قتل کئے جانیکی خبر موصول ہوئی ہے وہ اور ایک اور مہم مارکوس مان شمپ کے ماتحت مغربی سوڈان کے راستہ بحر الغزال کو بھیجی گئی جو دونوں شروع نومبر میں فشودا پر جو دریائے نیل ابیض پر خرطوم سے ۵۰۰ میل بجانب جنوب واقع ہے آپہنچیں لگتی تھیں ایک تیسری مہم حبش کے راستہ نیل ازرق کے کنارہ کنارہ کپتان مکوشٹ کی ماتحت خرطوم کو بھیجی گئی۔ کپتان تو راستہ ہی میں خیچر کی بدولتی سے مر گیا مگر اسکا قایم مقام دوسرا شخص مقرر کر لیا گیا اور مہم اپنی مد کے حصول میں برابر ساعی ہے۔ چوتھی مہم شہزادہ ہنری ڈی اورلیان خط استوا کے علاقوں پر جنکو بھی انگریز اپنے اور مصر کے دائرہ اقتدار میں داخل سمجھتے ہیں تیار کر رہا ہے اسکے لئے جنگی گال میں ہو سپاہی بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ غالباً دسمبر میں روانہ ہو جائیگی۔ اب اس مہم کے قتل ہو جانے پر دیکھئے فرانس کی مستعدی میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں۔ فرانس کا بیان ہے کہ سوڈان کی اصل مالک سلطان للعظم ہیں اور انگریزوں کو وہاں دخیل ہونیکا کوئی حق نہیں۔ انگریز کہتے ہیں کہ جبل نیبا تا مکمل وادی نیل انگریزی مصری اقتدار میں داخل ہے۔ علاوہ بریں فرانس کو سلطان للعظم کی صوبہ ٹیونس کو ہضم کر لینے کی بعد انگریزوں کو سلطان کا حق جتا کر سوڈان سے روکتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ مگر پالیٹکس میں ان باتوں کو کوئی نہیں سنتا۔ وہاں تو جسکی لاٹھی اسکی بھینس کا معاملہ ہوتا ہے۔ عام خیال ہے کہ فرانس نے پچھلے سال خلیفہ عبداللہ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر بحر الغزال مجھ دیا جائے تو میں سوڈان کو سلطان کی زیر حمایت خود مختار بادشاہی تسلیم کر لونگا کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا ایک ایلچی اسی غرض کیلئے قسطنطنیہ گیا ہوا ہے انگریزی گورنمنٹ نے ۱۸۹۵ء میں جتا دیا تھا کہ اگر فرانس نے بحر الغزال کیطرف کوئی پیشقدمی کی تو اسے غیر دوستانہ فعل تصور کیا جائیگا۔ الغرض افریقہ کا مسئلہ بھی عنقریب سخت خوفناک صورت اختیار کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لارڈ سالسبری کی گلڈہال والی تقریر مورخہ ۹ نومبر جسمیں انہوں نے افریقن تنازعات پر فرانس کو اچھی طرح متنبہ کیا تھا فرانس میں سخت ناراضگی برپا ہے۔ بعد میں خبر آئی کہ مہم مذکور کا افسر اعلے میجر مارچنڈ اور ایک افسر اور مر گئے ہیں عام خیال ہے کہ دیسی سپاہی بگڑ گئے تھے۔ انہوں نے فرانسیسیوں کو قتل کر دیا۔

لنڈن ۸ دسمبر۔ نواب نے یہ ہنڈی اماہ حال کو چالیس لاکھ روپیہ کے بل خزانہ ہند پر فروخت کرینگے مارچ ۱۸۹۸ء تک صاحب ممدوح ۱۲ ملین کی بجائے ایک کروڑ پونڈ کے بل بھینگے ٭

لنڈن۔ ۹ دسمبر۔ بلوچ رجمنٹ موسیا سے پہنچنے پر وہیں رہیگی۔ کیونکہ وہاں کی سکھ پلٹن بوگنڈا کو بھیجی گئی ہے جو ریاست مذکور کی افواج کی جدید جماعت بندی تک وہیں رہیگی ٭

الیفگا۔ ۸ دسمبر۔ چین نے بایں توقع کہ جرمنی کیاشو کو خود بخود خالی کر دیگی اسکی کل مطالبات کو منظور کر لیا ہے بعد میں خبر آئی کہ چین نے بلا شرط کل باتیں مان لی ہیں۔ مگر جرمنی کیاشو چھوڑنے سے انکاری ہے ٭

الیفگا۔ ۹ دسمبر۔ لارڈ لینڈون سابق گورنر جنرل ہند و حال وزیر جنگ نے تقریر میں کہا کہ انگلستان کو حفاظت ملک کے لئے تین آرمی کور تیار رکھنے اور بیرونی ممالک کو بوقت ضرورت فی الفور دو آرمی کور بھیجنے کا انتظام کرنا ضروری ہے ٭

ایفگا۔ ۱۰ دسمبر۔ چین و جرمنی اس شرط پر کیاشو کو چھوڑنے کا وعدہ کرتی ہے کہ اسکے عوض جرمنی کو جرمنی بحر کے لئے صوبہ ٹیمکن میں جو جزیرہ فارموزا کے مقابل ہے کوئلہ رکھنے کا سٹیشن بنانیکے لئے کوئی مقام دیدیا جائے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ اگر جرمنی اس مساعی میں کامیاب ہو گئی تو ساوات قایم رکھنے کیلئے بروئے معاہدہ ۱۸۹۶ء ہم کو ان خیرات پر جو دریائے گنگا کے دہانہ پر ہیں قبضہ کرنیکا حق حاصل ہو جائیگا دیکھیں بیچارہ کی شامت! اگر جو اپنی حالت نہ سنوارے انکی یہی گت ہوا کرتی ہے ٭

ایفگا۔ روس کے ایشیای صوبجات میں مسلمانوں کی پرجوشی پر انٹیر ایجنسی کا نامہ نگار سینٹ پیٹرسبرگ سے تار دیتا ہے ٭

مولوی رودولی کا مقدمہ

بارہ بنکی میں قاضی عزیز الدین احمد صاحب کے اجلاس سے مولوی محمد سلیم صاحب کو سزا اس جرم میں ہوئی تھی۔ کہ انہوں نے اہل کریٹ کی مدد کیلئے جو چندہ جمع کیا تھا وہ خود خورد برد کر لیا تھا۔ اپیل میں مولوی صاحب بری کئے گئے اور جرمانہ معاف ہوا جس حکم سے بارہ بنکی کے مسلمانوں کو واجد خوشی ہوئی۔ اس قسم کے مقدمات میں حکام کو ہمیشہ احتیاط لازم ہے۔ ناقابل اعتبار شہادت پر جسکو ششن جج نے لغو اور مہمل قرار دیا ہے۔ ہرگز ایک ایسے شخص پر مقدمہ نہ قائم کرنا چاہیئے تھا جسکی زہد و تقوی کے باعث ایک حصہ رعایا کا عزت کرتا ہو۔ اب دیکھئے مولوی صاحب کے پریشان کرنیوالوں کو کیا سزا دیجاتی ہے ۔

ہندوستانی

مسٹر تلک

اس خبر کی تردید ہوئی ہے کہ مسٹر تلک کے وکیل گورنمنٹ کو درخواست دینے والے ہیں کہ انپر رحم کیا جائے۔ البتہ یہ تجویز بعض انجمنوں نے منظور کی ہے کہ رعایا کیطرف سے ایک درخواست گورنر صاحب بمبئی کی خدمت میں بھیجی جائے۔ چونکہ دفعہ ۱۲۴ کے معنی اُس توضیح سے مختلف طریقہ پر قرار دیئے گئے ہیں جو مسٹر اسٹریچی نے فرمائے تھے۔ اسوجہ سے مسٹر تلک کی حالت پر لحاظ کیا جائے۔ یا تو وہ رہا کر دیئے جائیں یا انکی سزا کی نوعیت گھٹا دیجائے۔ ولایت میں پولیٹکل قیدیوں سے مشقت نہیں لیجاتی ہے اور یہ سراسر سختی ہے کہ مسٹر تلک کو وہی خوراک دیجائے جو معمولی مجرم کو دیجاتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انجمنوں کی اس درخواست کا گورنمنٹ لحاظ فرماویگی۔ اور مسٹر تلک کی بقیہ سزا معاف کر کے پبلک کو خوش کریگی۔ ہندوستانی

مقدمہ ہرخوانی گورکھپور

سرکار کیطرف سے شہادت ختم ہوگئی۔ اب مقدمہ صرف مسماۃ احمدی بیگم بیوہ اس امر کی گذر چکی ہے کہ کریم خان کے شکم سے چاک کرنیکے بعد زہر ملایا وہ نکالا اور دو خادموں نے بیان کیا کہ قبل موت کے احمدی بیگم نے ایک گلاس میں دودھ دیا جسمیں کٹاری سے نکالکر شکر ملائی تھی۔ ان لڑکیوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ روز تک وہ گورکھپور میں پوشیدہ رکھی گئی تھیں اور بعد میں باہر بھیجدی گئی تھیں۔ مسٹر جانسن قائم مقام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بیان کیا کہ وہ جیل بھیجی کریم خاں کی نسبت یکم نومبر کو معلوم ہوگیا تھا کہ کوئی شہادت نہیں ہے مگر تعجب ہے کہ اسپر بھی انکے انصاف اور قانون دانی نے اجازت نہ دی کہ وہ بیگناہ عورت کو ناجائز طور پر تیئیس روز تک حوالات میں رکھیں۔ شہادت کی نسبت ابھی بحث ہو رہی ہے۔ مگر ہمکو اسکے کہنے میں تامل نہیں ہے کہ جن

بقیہ تقریر نواب ویسرائے

سلسلہ کے لئے دیکھو وکیل نمبر ۳۶ - جلد ۳ - مطبوعہ ۶ - دسمبر ۱۸۹۷ء

صاحبان! ایڈریس میں وہ مدعا بیان کیا گیا ہے۔ جو اس کالج کے قائم کرنے سے مدنظر تھا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں یہ کہنے میں غلطی پر نہیں ہونگا۔ کہ یہ بالخصوص سرسید کے اور اُن دوسرے صاحبوں کے مصمم ارادہ کے باعث ہے جنہوں نے اُنکے ساتھ ملکر کارروائی کی ہے کہ آپکی جماعت سے کسی حد تک وہ کوتاہی دور ہوگئی ہے جسکو میں ملامت کہہ سکتا ہوں۔ اور جو یہ تھی۔ کہ اُن قابلیتوں میں جو آجکل زندگی میں کامیابی کے واسطے بہت ضروری ہیں۔ آپکی جماعت کی حالت قابل رنج تھی۔ اگر میں نے آپ کی مدعا کو درست سمجھا ہے تو میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ اسکے ساتھ مجھے پوری ہمدردی ہے (چیرز) میرے پاس عموماً صرف مسلمانوں کی طرف سے ہی نہیں بلکہ دیگر عقائد کے لوگوں کی طرف سے بھی انکو حصول ملازمت بالخصوص سرکاری ملازمت کے حصول میں مدد دینے کیواسطے درخواستیں گذری ہیں۔ اس بارہ میں میں صاف صاف کہتا ہوں کہ گورنمنٹ تمام مذاہب کے لوگوں کو بحساب اوسط اُنکے رسوخ اور تعداد کے بڑی خوشی سے لینے کو تیار ہے۔ لیکن آپ آسانی سے سمجھ لینگے کہ گورنمنٹ کی اس خواہش کے پورا ہونے میں اس سے بڑھکر کیا مشکل ہو سکتی۔ اگر یہہ لوگ اپنے آپ کو سرکاری ملازمت کے لائق کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ لہذا میں تہ دل سے مسلمانوں کی اس کوشش کو خیر مقدم کہتا ہوں۔ جو اُنہوں نے اپنے آپکو اپنے دیگر ہموطن رعایا لوگوں کی ہم پلہ بنانے کے واسطے کی ہے +

اُسی زکام کی وجہ سے میں اُس کام پر مفصل بحث کرنے سے قاصر ہوں۔ جو اس کالج نے گذشتہ ۲۰ سالوں میں کیا ہے۔ اور جواب کر رہا ہے۔ میں آپکے نہایت ہی معزز پرنسپل مسٹر بک کی رپورٹوں کو پڑھتا رہا ہوں۔ جنکو وہ وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہے ہیں۔ اُنسے مجھے یہ بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ تعلیم کے بارہ میں اس کالج اور سکول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوتا۔ (چیرز) لیکن ایک امر ہیں یہ ذکر کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کالج کے بانیوں کے مقاصد میں ہی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور اُن نتائج سے بھی جو اسوقت تک حاصل ہوتے رہے ہیں اور جنکی نسبت میں صرف کالج کی رپورٹوں پر ہی اعتماد نہیں کرتا۔ بلکہ بیرونی بے لاگ شہادت سے بھی جو میری دانست میں بہت قابل وقعت ہے۔ مجھے انکی تصدیق ہوگئی ہے یہ امر صاف واضح ہے کہ کالج کے بانیوں کی دلی تمنا تھی کہ وہ اپنے طلبا کو نہ صرف ایسی تربیت دیکر باہر بھیجیں جو انکو ایسے معزز کاموں میں لگنے کے لائق کرے جو انکو زندگی میں اختیار کرنے پڑیں۔ بلکہ یہہ بھی کہ انکو نیک سیرت طاقتور اور سرکار کے وفادار سٹیزن اور رعایا بنا کر باہر نکالیں (چیرز) اس حال میں داخل ہونے سے پہلے میں نے اپنے گشت میں وہ آلات دیکھے ہیں۔ جن سے یہ مدعا پورا کیا جاتا ہے۔ اُنسے میری مراد میدان ہائے کرکٹ اور ورزش میں۔ اور اس کمرہ میں داخل ہونیکے بعد مجھے ان طلبا کو انعام تقسیم کرنیکی مسرت ہوئی ہے۔ جنہوں نے چوگان کرکٹ اور دوڑ میں اعلے قابلیت حاصل کی ہے۔ (چیرز) میں امید کرتا ہوں کہ اس امپریٹس کی تعریف کرنے کی وجہ سے مجھ پر کسی بدیتی کا دقیعہ عائد نہ کیا جائیگا۔ کیونکہ ہم انگلستان میں اپنی اولاد کے دماغی اس کا بہت لحاظ کرتے ہیں۔ میرے خیال میں سرسید اور اُنکے ہمجلسوں نے اسباب میں اور نیز تعلیم کے لحاظ سے کالج کے کام میں انگریز کی خدمات سے مستفید ہونے میں بڑی عقلمندی کی ہے۔ میری رائے میں اُنہوں نے اپنے حصول مدعا کیواسطے وہ کام کیا ہے جو ہونا چاہیئے تھا۔ اور مغرب اور مشرق کے آپس میں ملجلکر اتحاد سے کارروائی کرنیکے فوائد اور امکان کا عملی ثبوت دیا ہے +

صاحبان۔ اس اتحاد و اتفاق کے عملی ثبوت نے جیسا کہ اس موقعہ پر مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔ کسی اور وقت مشکل کر سکتا۔ گذشتہ چند ماہ میں اور اس وقت بھی گورنمنٹ ہند باکراہ کامل اُن فرقوں کے ساتھ محبوباً علانیہ مقابلہ کو مجبور کر رہی ہے۔ جو آپکے ہم مذہب ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جنکی رائے ہے کہ ہند میں برٹش حکومت اور اُسکی مسلمان رعایا کے مابین واقعی دلی کدورت موجود ہے۔ اور وہ بڑھتی جاتی ہے +

صاحبان یہ امور یعنی سرحدی جنگوں اندرونی بیچینی کے باعث اسقدر بحث طلب ہیں کہ ایسے موقعہ جیسا کہ یہ ہے میرے لئے اُنپر بحث کرنیکی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میں اسوقت یہ بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی طرف سے کبھی باور نہیں کیا کہ مسلمان ہند اُن فوائد کو محسوس کرنے میں قصور کرینگے۔ جو اُنکو گورنمنٹ کے ظل شاہانہ میں پہنچے ہیں۔ یا اس شہنشاہ کی وفاداری کے فرض کو ذرہ بھی بھول سکینگے جن کے نام سے اس ملک میں حکومت کی جاتی ہے۔ اور جسکو اپنی مسلمان رعایا کا جیسا کچھ خیال اور پاس ہے۔ وہ تمام دنیا میں اظہر من الشمس ہے۔ (بلند اور دیر تک چیرز ہوئے) صاحبان ان نامسعود معرکوں میں ہمنے مکرر ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا اور سپاہیوں کو جسارت اور وفاداری میں دنیا ہی پایا ہے جیسا کہ پہلے + بارہا پا چکے ہیں۔ (پھر ویسے ہی چیرز ہوئے) مزید برآں اس وقت اسجگہ پھر یہ تسلیم کرنے اور معلوم کرنے سے میں اور بھی خوش ہوا ہوں۔ کہ اس کالج میں بحالت امن مسلمانوں میں وفاداری اور عقیدت کے وہ خیالات و عادات نشوونما پا رہے ہیں۔ جنکا میدان کارزار میں ہمکو اُن کیطرف سے ثبوت مل چکا ہے (چیرز) اور میں اس کالج کے طلبا رکو اپنے گرد دیکھکر نہایت خوش ہو رہا ہوں۔ کیونکہ زمانہ استقبال کے مالک نوجوان ہی ہوا کرتے ہیں۔ جو شخص اس کالج سے باہر جا کر اُسکا پیشہ زندگی میں خواہ کچھ ہی ہو اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ کالج کی عزت اسکے ہاتھوں میں ہے (چیرز) یاد رکھو کہ ایماندار مردانہ اور وفادار سیٹزن ہونے کی عزت ہر شخص بلا حصول تمغہ و ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ ایسا بننے سے تم اس کالج کے بانیوں کی خواہش اور تمنا کو پورا کرو گے۔ اور اپنا وہ قرضہ ادا کرو گے جو اس کالج نے تم پر چڑھایا ہے۔ سرسید احمد اور جنٹلمین۔ آپنے اپنے ایڈریس کے اخیر میں براہ مہربانی یہ بیان کیا ہے کہ آپ اس کالج میں میرے نام سے ایک وظیفہ جاری کرنا چاہتے ہیں میں صرف اسپر اکتفا کرتا ہوں

منقولات

تحقیق اناجیل

مصنفہ ڈاکٹر صاحب دقعلیضا صاحب

یہ کتاب دو حصوں میں چھپی ہے اس میں صرف مذہب مسیحی کی کتب مقدسہ خاصکر کے عہد جدید کی صحت کی نسبت بحث کیگئی ہے۔ اور کتب قدیمہ تواریخ مسیحی سے استنباط اور نقل کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ عہد جدید کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ غلطی اور تحریفوں سے بھرا ہوا ہر حصہ معمور ہے۔ اگرچہ مسیحی مذہب پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی ہیں۔ مگر اس کتاب میں ایک طرز جدید اختیار کیا گیا ہے جسکی کیفیت دیکھنے سے منحصر ہے اسکی پہلی حصہ میں تین اناجیل قدیمہ کا ترجمہ کر دیا گیا ہے جو آجکل رائج نہیں ہے بلکہ بہت مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں اور دوسرے حصہ میں دلائل نقلی و عقلی داخلی و خارجی سے انکی تحریف ثابت کیگئی ہے اسکی ہر ایک حصہ کی قیمت (۸/) ہے۔ اور منیجر مطبع کیرو تھلہ اخبار سایل قیمت پر بعد نقد یا ویلیو پی ایبل پارسل مل سکتی ہے +

بقیہ تجارت

سلسلہ قائم کرنیکی لئے دیکھو اخبار وکیل نمبر ۳۶ جلد ۳ مطبوعہ ۶ - دسمبر ۱۸۹۷ء

عربوں کی تجارت چین میں

کتب تواریخ چین میں لکھا ہے۔ کہ خاندان تھانگ کی سلطنت کا جو زمانہ ۶۱۸ء سے ۹۰۷ء تک مملکت چین میں قائم رہا ہے۔ اس خاندان کی ابتدائی سلطنت تک عربوں نے چین میں دخل کیا۔ چنانچہ چینی مورخ لکھتے ہیں کہ یہہ اجنبی لوگ آسمان (یعنے خدا کی) پرستش کرتے ہیں۔ اُن کے مندروں میں مجسم بت یا مورت کی قسم سے کچھ نہیں ہوتا۔ مدینہ کی عملداری میں ان لوگوں کا مذہب جو بدھ مذہب سے مختلف ہے اولاً پیدا ہوا۔ شراب اور سور کے گوشت سے مسلمان پرہیز کرتے ہیں۔ جس جانور کو خود نہیں مارتے اس کے گوشت کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ آج کل ہوئی ہوئی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہاں اُن کی ایک مسجد ہے۔ جسکو وہ خدائے پاک کا معبد کہتے ہیں (اس سے مراد وہاب ابوکیسہ کی مسجد ہے۔ جسکا ہم آگے ذکر کرینگے) یہ مسجد خاندان تھانگ کے ابتدائے عہد بادشاہت میں تعمیر ہوئی تھی۔ ایک جانب اس کے ایک بڑا گول مینار (۱۶۰) فیٹ بلندی کا ہے جس کو کانگ ٹا (زیادہ سے زیادہ نقش و نگار کا مینار) کہتے ہیں مسلمان اپنی عبادت کے لئے روز مسجد میں جاتے ہیں شہنشاہ جب اُن کے ملک چین میں رہنے کی درخواست منظور کر لیتا ہے تو وہ کنٹن میں بود و باش اختیار کر لیتے ہیں۔ اُن کے مکانات عالیشان مگر ہمارے مکانوں کی وضع سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دولتمند ہیں اور اپنے سردار کی جسے وہ خود منتخب کر لیتے ہیں بڑی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس امر کا صحت کے ساتھ دریافت کرنا کہ کنٹن میں اسلامی بستی کا اول سردار کون گذرا غیر ممکن ہے۔ اس سردار کے مختلف نام سُنتے ہیں۔ کوئی سارلکس کہتا ہے۔ کوئی ابوکیسہ تبلاتا ہے۔ کوئی ڈانک کاتی کے نام سے مشہور کرتا ہے۔ مگر دوسرا نام ابوکیسہ قابل غور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے صحابی تھے۔ بہرکیف اس سے سب متفق ہیں کہ وہ رشتہ میں آنحضرت کے ماموں ہوتے ہیں۔ ۶۰۸ء مطابق ۸ سالہ میں حضرت رسول مقبول صلعم نے وہاب ابوکیسہ کو تحفے دیکر شہنشاہ چین کے پاس دین نبوی کی دعوت کرنے کے واسطے روانہ کیا کنٹن میں وہاب ابوکیسہ کا بڑا استقبال کیا گیا۔ ان کو اور اُنکے ہم مذہبوں کو اسلام پر علانیہ عمل کرانے کی اور تعمیر مسجد کی اجازت دیگئی۔ اس پیغام کو انجام دیکر وہاب ابوکیسہ ۶۳۲ء میں عرب کو واپس آئے یہاں پہنچتے ہی آنحضرت کی وفات کی جانکاہ خبر سُنی جو اسی سال میں ہوئی تھی۔ اسکے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوکیسہ نے عرب میں عرصہ قلیل تک ہی قیام کیا جبکہ وہ دوبارہ چین کو چلے تو ایک جلد قرآن پاک کی اپنے ہمراہ لیتے گئے کنٹن میں پہنچکر ماندگی سفر سے انتقال فرمایا شہر کی نواح میں دفن کئے گئے۔ مسلمانان چین اُن کے مزار کی اُسوقت تک نہایت تکریم کرتے ہیں۔ مسجد کیسہ کے گرد نواح میں عرب تاجروں کی بستی کو ترقی ہوتی رہی۔ کاروبار میں ترقی ہوئی چینی ہمسائیوں سے سلوک اور دوستی قائم رہی۔ کاروبار تجارت میں اُن کے اعزاز یکساں تھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ تک مسلمان اجنبی لوگوں کی طرح سے وہاں حکومت پذیر رہے۔ چنانچہ نویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک عرب تاجر سے مذکور ہے کہ کنٹن میں مسلمانوں کا قاضی جُدا تھا۔ خطبہ شہنشاہ چین کے عوض خلیفہ اسلام کے نام پڑھا جاتا تھا۔ عرب تجارت کی مختصر جائے جو کنٹن میں آباد ہوئی کچھ نئے مسلمان کے شامل ہونے سے کچھ چینی عورتوں سے شادی کرنے کی وجہ سے کچھ وہاں اصلی باشندوں کے اسلام قبول کرنے کے باعث سے زیادہ وسیع ہوتی گئی +

منصور خلیفہ بغداد نے ۱۵۸ھ میں سفارت سب سنگ شہنشاہ چین کے پاس روانہ کی یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرقی تجارت کو مسلمان برابر ترقی دے رہے تھے۔ یہ تجار شہر بخارا ملک عرب اور اُن ممالک سے آتے تھے جو دریائے سیحون کے مغربی کنارے پر پھیلے ہیں۔ جب مسلمانوں کے فتوحات نے ایشیا میں راہ آمد و رفت مشرق سے مغرب تک کھولدی تو چین کے نومسلم اپنا وطن چھوڑ کر صوبہ شانسی اور کانسو میں کثرت سے آباد ہو گئے اُن نومسلمانوں کے ترکی زبان میں "منگاق" کہتے ہیں چنانچہ ترکستان میں چینی مسلمان اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ یہ چینی نومسلم کاروبار تجارت سے بڑی رغبت رکھتے ہیں معاملات تجارت میں اُن کی دستبازی تمام وسط ایشیا میں مشہور ہے +

مغلوں کی فتوحات میں دن بدن ترقی ہونے سے ملک شام اور عرب اور فرانس کے مسلمانوں نے ترک وطن کیا اور چین میں آئے جن میں سے اکثر سوداگری اور صنعت و حرفت ہی کی غرض سے آئے تھے اُنکی آبادی کو دن بدن ترقی ہوئی اور کاروبار تجارت میں سرسبزی ہوئی چینی عورتوں سے شادی کرنے لگے اس لئے اختلاف رسوم بھی رفتہ رفتہ اُنسے معدوم ہوئے +

۱۱۵۸ء میں اس جماعت میں ایک بڑا اضافہ اسی چار ہزار عرب کی سپاہ سے ہوا۔ جو خلیفہ منصور نے خاندان شہنشاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کے واسطے روانہ کی تھی۔ جب لڑائی ختم ہو گئی۔ تو عربی سپاہ نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا۔ یہانتک کہ حاکم دارالخلافہ نے جب اُن کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ تو انہوں نے عربی عجمی سوداگروں اور مسلمانوں کو شامل کر کے شہر کی خاص خاص منڈیوں کو لوٹ لیا۔ حاکم شہر نے فصیل میں چھپکر اپنی جان بچائی۔ آخر کار خاقان چین سے عرب لوگوں کو ملک میں رہنے کی اجازت ہو گئی۔ مختلف شہروں میں اُن کے رہنے کے لئے گھر دیئے گئے۔ زمین دیگئی۔ ملک کی عورتوں سے شادیاں کر کے اسلامی نسل قائم کی جو تمام مملکت فغفور میں اسوقت تک جا بجا موجود ہے۔ خاقان چین کے دربار میں بعضے مسلمان بڑے بڑے عہدوں پر مامور رہ چکے ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمن ۱۲۴۲ء عیسوی میں خزانہ شاہی کا وزیر مقرر ہوا۔ جسکو محصول وصول کرنے کے اختیارات دیئے گئے +

خزانہ میلی کی تاریخ میں جو واقعات پائے جاتے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ سو برس پیشتر جب کہ باشندگان جزائر میں اسلام رواج پا رہا تھا۔ بہت سے مسلمان تاجر (خاصکر عرب) جزائر سماترا کی مشہور بندرگاہوں میں اور اسکے قرب و جوار کے ملکوں میں آباد ہو گئے تھے۔ تواریخ کے صفحے اس بات کے ظاہر کر دینے سے قاصر ہیں کہ جزو نمائے میلی میں اسلام کس تاریخ سے آغاز ہوا۔ مگر اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے کہ سنہ ہجری کی ابتدا صدیوں میں عرب کے تجار ہی اسلام کو ان جزائر میں اپنے ساتھ لائے۔ ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں جبکہ عربوں کی تجارت براہ سیلون ملک چین سے شروع ہو گئی اور اسکو کمال ترقی ہو گئی تو آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں عرب تاجر مقام کنٹن میں بکثرت آنے لگے۔ دسویں صدی سے پندرھویں صدی تک بحر الجزائر میں عرب شرقی ملکوں کی تجارت پر تمام کمال قابض رہے۔ ان جزائر کے مسلمان تاجر زیادہ تر شافعی مذہب رکھتے تھے۔ چودھویں صدی عیسوی میں جب ابن بطوطہ ان سواحل پر آیا تب بھی اسی مذہب کا زیادہ رواج تھا۔ اس ساحل کی بندرگاہوں پر جاوا چین فارس۔ اور یمن کے تاجروں کی کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ سلطان سمدرا کے تخت دہلی سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ اور اس خدا پرست بادشاہ کے قصائد سے جسکو وہ عزیز رکھتا تھا کئی عالم عجمی نسل کے تھے۔ ملک دکن کے تاجر ہی جن کے توسل سے مسلمان ریاستوں اور جزائر میلی میں تجارت ہوئی تھی۔ قدیم زمانہ سے اُن جزائر کی مشہور بندرگاہوں میں جہاں تجارت کا زور تھا۔ کثرت سے آباد ہو گئے تھے۔ عربوں ہی کی تجارت پر کچھ دارومدار نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی کل قومیں برابر تجارت کا طریقہ جاری رہا۔ چنانچہ ہم یہاں کچھ متاخرین کا حال بھی التماس کرتے ہیں +

ممالک ترکی کا بیان

ممالک ترک میں مسلمان مختلف قسم کی تجارت و صنعت کرتے ہیں۔ اناطولیا کے قالین نہایت شہرے پائیدار خوبصورت اور کام کے ہوتے ہیں۔ رنگا رنگ خوشنما اور خوبصورتی میں بے نظیر ہیں۔ بجز ایرانی قالینوں کے انکے مقابل اور کہیں نہیں بنتے۔ مگر انکی نسبت یہہ بہت کچھ ارزاں ہوتے ہیں +

ممالک ترک میں سوت بڑی کثرت سے درآمد ہوتا ہے۔ اور وہاں اس سوت سے سوتی کپڑا بھی

جابجا تیار ہوتا ہے - مگر ریشمی سامان خاص قسطنطنیہ اور سلونیکا میں بنایا جاتا تھا - اور ابھی تک یورپ میں اس قسم کا سامان اس سے بہتر نہیں ہوتا ہے - فولادی اور لوہے کا کام سقوطرا بوسنا سرائے - کارلووا اور قسطنطنیہ میں بہت بنتا تھا - اور ہتھیار سمندریا - گرابورا - اور نیز اور اور مقامات میں تیار ہوتے تھے *

اب بھی اس ملک سے اکثر خام اشیا باہر کو جاتی ہیں جن میں سے بڑی بڑی یہ ہیں - گھوڑے - گائے - بیل - دباغت کیا ہوا - چمڑا اور نیز خام چمڑا *

اون - تمباکو - روئی - بادام - انجیر - بٹا ہوا ریشم - قالین - مراکو چمڑا - اسفنج - تانبا - پھٹکری جیکی عوض میں غلہ اور مصنوعی اشیا یورپ سے وہاں آتی ہیں - ترکستان اگرچہ چنگیز خاں کے ہاتھ سے بہت کچھ تباہ ہو گیا تھا - مگر اب بھی تمام ترکستان میں سب سے بڑا شہر بخارا ہے - جہاں دو لاکھ آدمی آباد ہیں - اور یہ شہر تجارت کے لحاظ سے شہرۂ آفاق تھا - جو قافلے کہ مغرب کے یہاں آتے تھے وہ بحیرۂ خضر کے مشرقی کنارے سے استر آباد کے ایرانی سرسبز صوبہ میں ہو کر گذرتے تھے - مال فروش اشرف - استر آباد - مشہد - سرفق - ہرد کے راستے سے جو کسی زمانہ میں شاہان سلجوقیہ کا دارالخلافت تھا - بخارا میں پہنچتے تھے - بخارا وسط ایشیا میں تجارت کی ایک بڑی منڈی تھی - شہر کے چاروں طرف راستے جاری تھے - شمال مشرق میں یہاں سے چار سو میل پر شہر خوجیل اور خوکان واقع ہیں - تمام قافلے ان شہروں کی راہ سے ممالک کاشغر اور یارقند کو جاتے ہیں - جو یہاں سے چھ سو میل دور ہیں - وہاں سے بخارا میں - لوہا - فولاد - تانبا - پیتل - پارا - سنگرف - مرجان - سونا - چاندی - آتے تھے - اور نیز بخارا سے اس کو سیاہ بھیڑوں کی کھالیں اور ریشمی ایرانی کپڑے اور جواہرات بدخشانی بھیجے جاتے تھے - کاشغر - یارقند - بخارا میں چائے - ظروف چینی اور چینی ساخت کی چیزیں آتی ہیں - اور بخارا سے وہاں کو مونگا - بھیڑ بکرے - اور لومڑی کی کھالیں - اور سمور وغیرہ جاتے تھے - فارس سے شالیں اور کرمان سے اونی کپڑے آتے تھے اور نیز واور اصفہان سے ریشمی کپڑا - کارچوبی سامان - ظروف مسی - قند - کچی شکر - ہمدان کا چمڑہ - اور لاجورد وہاں پہنچتا تھا - لاجورد کی کان فارس میں ہے اسکے عوض میں فارس کو بخارا سے سیاہ بھیڑ بکری کی کھالیں جہاں اون کی سیاہ ٹوپیاں بکثرت بنتی ہیں - اونٹ کے بالوں کے کمل ریشمی رنگے ہوئے رومال - اور ہندوستان کا تیل تماکو - ہندوستانی چھینٹیں اور روئی کا سامان جاتا تھا - تجارت سے بخارا کے لوگ دولت سے مالا مال ہو گئے تھے *

مغربی ایشیائی ملکوں کی ایرانی تجارت جو جنوبی ایشیائی میں ہوتی تھی - اس کا ایک اور جنوبی راستہ تھا - اکثر غلہ ملک فارس کے شہر کاشان اور نیز وہیں ہو کر کابل کشمیر اور ہندوستان کو جاتے تھے نیز ایک بڑا تجارتگاہ تھا - ریشم کا یہاں بڑا کارخانہ تھا - اور جو جو قافلے مشرق اور مغرب سے گذرا کرتے - اُنکا یہاں زیادہ قیام رہا کرتا تھا - بڑی کثرت سے یہاں کابل - کشمیر - ہندوستان کے کارواں آکر ٹھہرتے اور یہیں سے فارس - بخارا - عرب - ترکی - اور نیز یورپ کے تجار ایک دوسرے کے ساتھ معاملت کرتے تھے - اسی جگہ سے ہرات میں ہو کر خشکی کے راستے سے قندھار کو جاتے تھے *

فارس کا ملک چونکہ مشرق اور مغرب کے ملکوں کے وسط میں واقع ہے - اسلئے وہ ایشیائی تجارت کا مرکز تھا - ہمیشہ سے وہاں کے ریشم خام - روئی اور اون کی شہرت ہے - خاصکر صوبہ کرمان کی شالیں تو کشمیر کا مقابلہ کرتی ہیں - میوہ جات - لاجورد - تمباکو - اور غلہ بھی یہاں سے باہر کو جاتا تھا - فارس کے قریب قریب تمام شہر جیسے کاشان - اصفہان - نیرو - تبریز - کرمان - اور اون کے پاس ہرات سے ریشم - روئی - اور اون کے سامان بنانے - اور عمان قالینوں میں مشہور تھے - کرمان میں شالیں بنتی تھیں اور اور مقامات میں چاقو - چھری ہتھیار وغیرہ بنائے جاتے تھے - ہندوستان کو وہاں سے ریشم قالین کرمانی - شالیں - خشک میوہ جات - تمباکو - گھوڑے آتے تھے - ہندوستان سے روئی کا سامان - موسلی - ٹین کی چھیٹیں - سمندر کی راہ چھوٹے چھوٹے بادبان جہازوں میں جسکو عربی میں بغلہ کہتے ہیں - بوشہر سے ہوتی ہوئی فارس میں جاتی تھیں - سوائے اسکے ہندوستان سے نیل گرم مصالحہ شکر - چاندی - سونے کا سامان قیمتی جواہرات کشمیری شالیں - لوہا - سونا - تانبا وغیرہ بھی جاتا تھا -

قسطنطنیہ - اور بغداد کو - فارس سے کشمیری شالیں - گرم مصالح - نیل - ململیں اور بخارا سے بھیڑ وبکی کھالیں روانہ ہوتی تھیں - عرب سے یہاں کافی اور موے آتے اور انکے عوض میں گیہوں ملکر مٹر خشک میوے - وہاں جاتے تھے ٹھٹھہ جو ملک سندھ میں ہے - پہلے عربوں کے قبضے میں آگیا تھا - اور یہاں پر انہوں نے تجارت کا ڈھنگ ڈالنا شروع کیا تھا - مگر جب عرب اس ملک کو چھوڑ یہاں سے چلے گئے تو وہاں کے حاکموں نے اسکو اپنا دارالسلطنت بنالیا - اور جب یہاں تمام لوگ مسلمان ہو گئے - تو اس شہر کو بڑی رونق ہو گئی تھی - اس مقام سے ہندوستان اور ایران کی تجارت ہوا کرتی تھی اور سمندری راستے سے عرب کو مال و اسباب جاتا تھا - ان کے جہاز کی آمدورفت کیواسطے شہر تک نہر کھنگائی گئی تھی - تاکہ خود شہر کے باشندوں کے گھر و نیز جہازوں سے تجارت کا اسباب اتارا جائے روئی کا کپڑا اور ریشم کا اسباب بکثرت تیار ہوتا تھا - جب نادر شاہ ہندوستان سے واپس گیا ہے - تو اسوقت تک اس شہر میں ۴۰ ہزار صرف سوت اور ریشم کے بننے والے جولاہے کام کرتے تھے - اور دیگر تجار کی تعداد ۶۰ ہزار لکھتے ہیں - یہاں کی ململیں اور ریشمی کپڑے دور دور جاتے تھے - یہ کل تجارت مسلمانوں ہی کے ہاتھ تھی *

اب ہم تخصیص ایک دو شہروں کا ذکر کرینگے جس سے معلوم ہوگا کہ زمانہ حال میں بالانفراد تجارتی شہروں کا کیا حال ہو رہا ہے *

دمشق کی صنعتیں اور وہاں کی تجارت

صنعتوں کا سلسلہ دمشق میں زمانہ دراز سے چلا آتا ہے - قدیم الایام سے وہاں کے باشندوں نے تجارت کو نہایت توجہ - اور محنت کے ساتھ ترقی دی اس وجہ سے مشرقی صنعتوں کے شہروں میں اس شہر کا پہلا نمبر مانا گیا ہے - حتی کہ یہ شہر صنعتوں کی کثرت سے اقصائے عالم میں بڑا ہی نامی گرامی ہو گیا - مگر آخر زمانہ نے اسپر وہی بلا برسادی جو اور کئی مشرقی شہروں پر اسنے برسائی ہے - اور پے در پے اسپر آفتوں کا دور ہو گیا - جسکی بدولت وہاں بہت ساری صنعتوں میں اتنا ہی رہ گیا - جیسے کسی چیز کے جاتے رہنے کے بعد اس کا پس ماندہ کچھ نشان سا رہجاتا ہے - کیونکہ صنعتوں کے ایک بڑے حصے نے دمشق سے ہجرت کر کے قرنگستان میں اپنا گھر کر لیا جیسے نگارین قماش جسکو اہل فرنگ ابتک دمشقو کہتے ہیں - اور دمشقی تلوار جو ہزار جوڑ دنیا میں مشہور تھی - یہ لاثانی صنعت بھی تیمور کے حملوں کے بعد نیست و نابود ہو گئی - اور نیز خاتمی کا بھی (جو ایک قسم کی مینا کاری ہے -) یہی حال ہوا - اسلئے کہ وہ ایک خاص قوم کی صنعت تھی جب زمانے نے انہیں تباہ کر دیا تو صنعت کی اس تباہی نے انکی رفاقت کر لی - مگر انکی بنی بنائی چیزیں آجتک انکی سبکدستی اور ہنرمندی کی گواہی دے رہی ہیں - علی ہذا گھروں کو رنگ و روغن دینے کی صنعت بھی زمانہ گذشتہ کے اواخر اور زمانہ حال کے اوائل میں مفقود ہو گئی مگر شہر کے بہت گھروں میں اس صنعت کے نشان جسپر تین سو برس سے زیادہ گذر چکے ہیں اپنی آب و تاب ابتک دکھا رہے ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ گویا وہ کل ہی رنگے گئے ہیں *

غرضکہ ایسے ہی بہت سارے حرفے جنکا عدد و شمار ہمکو افسوس مندی کے سوا اور کچھ نفع نہیں دیسکتا نام کو نہیں رہے - مگر رہی سہی صنعتیں بھی یورپ و امریکہ یورپ کی کلوں کے مقابلے میں شکست پا رہی ہیں - جو صنعتیں اسوقت تک باقی ہیں - وہ پانچ قسم کی ہیں *

(۱) پارچہ بافی - یہ صنعت اہل دمشق کے پاس ایک اہم چیز ہے - اسلئے کہ اس پیشے کے لوگ بہت سے موجود ہیں اور یہی اس شہر کی سب صنعتوں کا محور اور ساری تجارتی چیزوں کا مرجع ہے *

(۲) دباغت *

(۳) زرگری و آہنگری *

(۴) تعمیر اور اسکے متعلق چیزیں *

(۵) خیاطی *

اُن صنعتوں میں سے ہر ایک صنعت کی بہت ساری شاخیں اور قسمیں بھی ہیں۔ عرب نے جب اُس شہر کو فتح کیا۔ تو بہت سے عمدہ اور استوار صنعتیں وہاں پائیں۔ اور بنی امیہ کی سلطنت میں جو دمشق کی پہلی اسلامی بادشاہت تھی۔ عربوں نے دمشق کی اکثر صنعتوں کو آباد کیا۔ اور کئی نئی صنعتیں بھی وہاں داخل کردیں۔ از انجملہ ایک صنعت کی کوئی چیز جو پیشتر کی ہو وہاں پائی نہیں جاتی۔ پس اس میں شک نہیں ہے کہ موجودہ صنعت عربوں کی ایجاد ہے۔ ہاں بعضوں نے اس اختراع کو اوروں کے منسوب کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ رومیوں نے اس صنعت کو جسکو باری مسیفسا کہتے ہیں (گویا وہ سنگ مرمر کی مینا کاری ہے) ایجاد کی ہے۔ اور وہ بنی امیہ کی جامع مسجد اور بیت اللحم کے بڑے گرجا گھر اور مسجد اقصےٰ کے قبے میں موجود ہے۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ یہ بھی عربوں ہی کی ایجاد ہے۔ مسیفسا اور مسانی کی صنعت اور جوہر میں بہت بڑا تفاوت ہے +

الغرض دمشق کی صنعتیں خوبی اور شہرت میں بڑھتی چلی گئی تھیں۔ تا آنکہ تیمور نے ربیع الآخر ۸۰۳ھ میں دمشق کو فتح کیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے جو کچھ اُس شہر کی صنعتوں کے عمدہ برتن تھے پیشکش کئے تھے قبول کئے۔ آخر کار تیمور نے اپنے لشکر کو مطلق العنان کردیا۔ لشکری لوگ شہر پر آگرے۔ اور لوٹ کر خوب ہی برباد کردیا۔ تیمور نے اُس شہر کے صرف اُجاڑنے ہی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ وہاں کے ہر ایک نامی گرامی صانع کو چن چن کر اپنے ساتھ لیتا گیا۔ چنانچہ اسبات کا ذکر محاربۃ المقدد یہ میں درج ہے کہ تیمور نے شہر دمشق کی نہ صرف تجارت اور صنعت کو برباد کرکے شنبہ کے دن ۳۔ شعبان ۸۰۳ھ کو وہاں سے کوچ کیا۔ بلکہ کئی فضلا اور نیز پارچہ بافوں اور خیاطوں اور شمشیر سازوں وغیرہ وغیرہ میں سے ہر ایک ماہر و کامل کو جنکی وجہ سے دمشق نامی گرامی ہوگیا تھا۔ جلاوطن کرکے ساتھ لیچلا پس جب تیمور نے اُس شہر کو وہاں کے ماہروں سے خالی کردیا۔ تو پس ماندہ اہل صنعت نے صرف تقلید پر قناعت کرلی۔ اختراع جاتی رہی۔ اور اُنکی صنعتیں دن بدن گھٹتی رہیں باایں ہمہ اہل دمشق نے پارچہ بافی کی صنعت کی پوری طرح سے نگرانی کی۔ کیونکہ یہ صنعت نہایت ہی لازم تھی۔ اور اُسکی آمدنی اور اُسکی تجارت کی وسعت اور فراوانی بدرجہا تھی۔ خصوصاً اگلے زمانے میں جبکہ یہاں فرنگی ساز و سامان و تجارتیں عام تھیں اور پارچہ بافی کی صنعت تا آنکہ ممالک فرنگ میں کلونکی ایجاد اور اصلاح نہ ہوئی۔ نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ قائم رہی۔ مگر اب تو دمشق کی صنعتوں کو بہت سخت مگت لگ گئی ہے۔ علی الخصوص پارچہ بافی کی صنعت کو اس سبب ایک تو ریشم کی گرانی ہے اور دوسرا یہ کہ فرنگستان کی بنی ہوئی ناپائیدار چیزوں کا شائع ہوجانا اسی حادثے نے صناع ماہر سید عبدالمجید اصغر کو مجبور کیا کہ بنی ہوئی تاروں کی الاح کی ایجاد کیجاوے۔ تا اہل وطن اُسکے استعمال پر خوب قادر ہوجائیں۔ اور اپنی تنگدستی کی وجہ سے سید حسن خانجی کے ساتھ مل گیا۔ اُسے اُسکی مدد کی۔ آخر بعد مشقت اپنے مطلب کو پہنچا۔ اور خاص و عام میں اُسکی صنعت کا رواج ہوگیا۔ اور نیز بعض اہل صنعت نے بھی اُسکی تتبع کرکے اس صنعت کی گرمی کو بڑھا دیا۔ اور تقریباً بیس سال کے پیشتر سے مرتضےٰ کے گھر کے ایک آدمی نے ایک نئی وضع عمدہ برتن نقش و نگار کے ساتھ اختراع کیا ہے۔ جسکا بہت کچھ رواج ہوگیا اور تھوڑے ہی دن ہوتے ہیں۔ کہ صناع ماہر خواجہ یوسف خیام نے دیکھا کہ دمشق میں پتلون پہننے کا بہت رواج ہوگیا ہے اور پتلون کے لئے ایک خاص کپڑے کی ضرورت ہے۔ تو اُس نے دیبا کی بافت کے آلات یا اُسکی ساخت میں کچھ تبدیل اور زیادہ کرکے ایک ایسی قماش نکالی جو فرنگی قماشوں سے بہتر لوازماں ہے اور اس سبب سے اُس کی بڑی ناموری ہوگئی۔ ان صنعتی تدبیروں سے یورپ کی صنعت کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ زمانہ حال میں پارچہ باف کے آلات دمشق کی آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہیں اور جو کچھ باقی ہیں۔ اسکا مجموعہ بالفعل ساڑھے پانچ ہزار سے زیادہ نہیں۔ ان آلات کے ذریعے سے صرف سولہ ہزار آدمی کام کرسکتے ہیں۔ دمشق کے زرگر نہایت باریک کام کرتے ہیں۔ اور دباغیں کی مقدار اسوقت ۵۰۰ نفر کی ہے۔ یہ عمدہ کاریگر ہوتے ہیں۔ یہانکی دباغیں اندنوں اپنی صنعت میں پوری کامیابی حاصل کرتی ہے۔ اگرچہ اُن کی صنعت یورپ کی صنعت کے نمونہ پر ہوتی ہے۔ مگر استواری اور صفائی میں اُس سے کہیں ٹھہری ہوئی ہے۔ بدستور معماروں اور سنگ تراشوں اور زین گروں نے بھی اپنی ہی صنعت حاصل کرلی ہے۔ مگر آہنگروں کا نمبر بہت پیچھے ہے +

تجارت دمشق

اگلے زمانے میں دمشق کی تجارت کو بہت بڑی کامیابی تھی اور روز افزوں ترقیاں اس میں ہو رہی تھیں۔ ہندوستان کے ساتھ ہی دمشق کی تجارت بڑی تیزی سے جاری تھی۔ یہ شہر اپنے مرکز وسطی کی وجہ سے یورپ اور ایشیا دونوں اقلیموں کا تجارتگاہ بنا ہوا تھا۔ جہاں ثروت و دولت کی نہریں بہہ رہی تھیں اور اس شہر کا حسن موقع اور تجارتی مناسبتیں اسکے لئے ذمہ دار ہوگئی تھیں۔ حتی کہ یہ شہر باوجود اپنی سن رسیدگی اور بڑھاپے کے نوجوان عروس کیطرح اپنے اطراف و اکناف کے شہروں میں جلوہ گر رہا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ شہر ملک حجاز کا دروازہ تھا۔ ہر سال بلاد عجم اور اناطول اور روملی اور عراق وغیرہ وغیرہ ممالک سے وہاں حجاج کی فوجیں چلی آتی تھیں۔ جنکی وجہ سے وہاں تجارت کا گرم بازار رہا کرتا تھا۔ مگر اس صدی کے نصف پیشتر سے اس شہر کو جلد جلد انحطاط ہونے لگا۔ کیونکہ یورپین قوموں نے مزاحمت کرکے اُسکے تجارتی مرکز کو پست کردیا ہے۔ بلکہ تجارت چھین ہی لی ہے۔ چنانچہ پہلا زوال جو اُسکو ہوا۔ اُسکا سبب یہ ہے کہ سمندر میں دخانی جہاز رواں دواں ہوگئے۔ تو اس کی شہر استنبول اور روملی اور اناطول وغیرہ کے ساتھ جو کچھ تجارت تھی۔ اُس میں بڑا ہی گھاٹا آیا۔ اور خاص یہانکی تجارتیں بحری بندرگاہوں کو نصیب ہوگئیں۔ پھر نہر سویز کے کھلنے سے دمشق کی تجارت پر سخت تر قیامت ہوگئی کیونکہ اس نہر نے دمشق کی رہی سہی بری تجارت بھی چھین لی اور حجاز کے لئے بہت قریب کا دروازہ کھولدیا جسکی وجہ سے حجاج کا دمشق کو آنا بند ہوگیا۔ اور چاندی سونے کی وہ آمدنی جو حجاج کی آمد و رفت کی بدولت وہاں بہتی تھی بند ہوگئی۔ باوجود ان تجارتی ضرورتوں کے جو اس شہر کی تجارت کے مزاحم ہو رہی ہیں۔ پھر بھی ایک لمبی چوڑی تجارت یہاں کے قدیم مصنوعات کی سلطنت عثمانیہ کے ممالک اندرونی اور کچھ دیگر ممالک غیر کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور ہنوز یہانکا پارچہ استنبول۔ ازمیر۔ مصر بغداد۔ حلب۔ آرمینیا اور سوریا کی مملکت عثمانی کے صوبجات میں بکثرت رائج ہے۔ اور اشیاء خام کی تجارت برابر یورپ سے ہنوز جاری ہے۔ اور یہاں کے عربی گھوڑے ہندوستان تک آتے ہیں جو اپنی خوبی میں بے مثل ہیں +

منشی محمد سعید الدین حیدر طالبعلم اورینٹل کالج لاہور نے مصر کے عربی اخبار ہلال موخرہ یکم نومبر سے ایک فارغ التعلیم بیروتی طالب علم کا سوال اور ایڈیٹر اخبار کا جواب ترجمہ کرکے ارسال فرمایا ہے۔ جو مطالعہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

طالب علم کا سوال اور خط "کیا کام کروں کہ کامیاب ہوں"

از (بیروت)۔ راقم۔ س۔ د +

"میں ایک نوجوان شخص ہوں۔ اور میری عمر ۲۳ برس کی ہے۔ میں نے انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ علوم حاصل کئے ہیں اور چند سال ہوئے کہ مدرسہ چھوڑا ہے۔ مدرسہ چھوڑتے ہی مجھکو کسی ایسے کام کی جستجو ہوئی جسکو میں کروں اور جسپر اپنے استقبال کی بنیاد رکھوں۔ مگر میرے خیال میں کوئی ایسی معقول تجویز نہ آئی جسکو میں خوشی سے قبول کرتا اور جسکی کامیابی یقینی یا کم از کم مرجح ہوتی۔ میں ہمیشہ اسی معاملہ میں غور کرتا رہتا ہوں۔ اس خوف سے کہ کسی کام کو کرنا شروع کروں۔ اور پھر خدانخواستہ اُس میں ناکامیابی ہو۔ پس میں اس امر میں آپسے مشورہ لیتا ہوں اور دریافت کرتا ہوں کہ آپکی کیا رائے ہے؟"

(جواب ایڈیٹر الہلال) چونکہ ہم آپکے کل حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اسلئے آپکے سوال کا جواب دینا مشکل ہے۔ لیکن ہم مجمل طور پر اسقدر کہتے ہیں کہ صناعت۔ تجارت۔ اور زراعت وغیرہ رزق کے متعدد دروازہ ہیں۔ اور کسی شخص کو یہ مناسب نہیں کہ ایسا پیشہ اختیار کرے جسکی طرف اسکی طبیعت کا میلان نہ ہو یا جسپر وہ قائم رہنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور لوگ اس لحاظ سے عقل اور رائے میں مختلف ہوتے

ہیں - اور ہم نہیں جانتے کہ آپکا میلان طبع کیا ہی - علاوہ ازیں کہی صرف میلان کسی کام میں کامیابی کی دلیل نہیں ہوتا - لیکن مجملاً یہہ کہا جاسکتا ہی - کہ ایسے کام جنکو آپ جیسے لوگ کرسکتے ہیں دو قسم کے ہیں - ایک قسم وہ جن میں خاص خاص قابلیتوں کی ضرورت ہوتی ہی - جیسے مصوری - موسیقی اور نقشہ نویسی وغیرہ - سو ایسے کاموں میں تھوڑے ہی لوگ کامیاب ہوسکتے ہیں یعنی وہ جنکو اس خاص قسم کی قابلیت دیگئی ہو - دوسری قسم وہ جس میں صرف صبر - ثابت قدمی - شب بیداری - اور کوشش کی ضرورت ہوتی ہی - جیسے معمولی صنعتیں اور تجارت معہ اپنے متعدد اقسام اور مختلف طریقوں کے - اور تجارت کا دروازہ حقیقت میں ایسا وسیع ہے کہ اس میں داخل ہوکر انسانی معاش کی طرف جانا ممکن ہی - اور باوجودیکہ لوگ بلحاظ معلومات اور مالی حالت کے متفاوت ہوتے ہیں - پھر بھی تجارت کا کام آپہیر و شوار نہیں ہوتا - مگر تجارت میں لوگوں کا کامیاب ہونا چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے - جن میں سے بعض ضروری شرطوں کو ہم ذکر کرتے ہیں :-

۱ - (ثابت قدمی) یعنی جس قسم کی تجارت کوئی نوجوان اختیار کرے اسکو اپنے استقبال کی بنیاد بنائے اور دل میں ٹھان لے کہ اسکو ہرگز نہ چھوڑیگا اور نہ اسکو چھوڑکر کسی اور کی تلاش کریگا +

۲ - (صبر) یعنے اگر بظاہر فائدہ کم معلوم ہو تو گھبراکر دوسرے کام کی جستجو میں نہ لگ جائے کیونکہ یہ ایسی غلطی ہے کہ اس سے ایک کام کو چھوڑکر دوسرے اور دوسرے کو چھوڑکر تیسرے کے اختیار کرنے میں زندگی کی تازگی اور شادابی کے مفت ضائع ہونیکا اندیشہ رہتا ہی - اور تھوڑے دن تنگی پر صبر کرنے کے بعد فراخی ضروری اور لازمی ہی +

۳ - (راستی) یہی ہر کام کی جڑ بلکہ انسانی زندگی کا جوہر ہے - جو شخص راستی کی روشنی میں چلتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے - ہم نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ "اس زمانہ میں منافق ہی کامیاب ہوتا ہی" مگر یہ انکی سخت غلطی ہی - کیونکہ سچائی اور راستی ہر جگہ اور ہر زمانہ میں تمام کاموں کے لئے بنیاد ہی - سچے - راست - اور کوشش کرنیوالے کا ہر ایک کام میں جسکو وہ کرے کامیاب ہونا ضروری ہی - لیکن صبر و ثابت قدمی چاہیئے - کیونکہ کامیابی کہی دیر میں ہوتی ہی - مگر یہ کامیابی دیرپا ہوتی ہے - اور ناراست و منافق شخص کا کامیاب ہونا ناممکن ہی - اگر اسکو تم کامیاب دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ کامیابی چند روزہ ہی - اور ہر وہ کام جسکی بنیاد مکر و فریب پر ہو بگڑکر رہیگا - خواہ جلدی یا دیر میں +

۴ - (میانہ روی) یعنی تجارت کرنیوالے کے اخراجات اسکی آمدنی سے کم ہوں اور وہ اسباب کو لازم کرلے کہ اپنی آمدنی کا ایک معین حصہ خرچ کرے - پس ایسی حالت میں جو نقدی اسکے ہاتھ میں ہی (حالانکہ وہ قرض ہے) اسکو دھوکا نہ دیگی - ہم ایک ایسی محتاج عورت کو جانتے ہیں جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ زمانہ نے اسکے ساتھ بیوفائی اور خیانت کی ہی - کیونکہ پہلے وہ تونگری کی حالت میں تھی - اور اسکا شوہر دولتمند تھا - پھر زمانہ کی بیوفائی کے سبب وہ محتاج ہوگیا - پہلے اسکے دسترخوان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوتے تھے - اگر اپنے گھر کے لئے میوہ خریدکر لاتا تو بوجھ کے بوجھ - اور اب اسکی اولاد کی یہ نوبت ہی کہ بھوک کے مارے مر رہے ہیں - اور "راستی" کے سوا اسکا کوئی گناہ نہیں" - لیکن جب ہم کریدکرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ اسکے زوال کا سبب خود اسکی نا قابلیت ہی - کیونکہ جو مال و اسباب اسکے یہاں تھا اکثر اور لوگوں کا تھا - اور یہہ شخص جسکا ہم ذکر کررہے ہیں اسپر قبضہ کئے ہوئے بلاحساب خرچ کرتا تھا - اور اسکو نفع نقصان کی مطلق خبر نہ ہوئی یہانتک کہ مفلس ہوگیا - پس ایسے شخص کی بابت یہ نہ کہنا چاہیئے کہ دولتمند تھا - اور زمانہ نے اسکے ساتھ خیانت کی - جبکہ زمانہ نہ کسی کے ساتھ خیانت کرتا ہی اور نہ وہ کوئی موجود چیز ہے - ہاں جو شخص اپنے نقصان کا اندازہ نکریگا اور نہ اس سے ڈریگا اور نہ اپنی آمدنی سے کم خرچ کریگا وہ ضرور زوال کے خطرہ میں رہیگا +

۵ - (حاضر باشی) یعنی تاجر اپنے مقام (دوکان) پر جما رہے اور بغیر سخت مجبوری کے نہ ہٹے - اور جو لوگ بعض دنوں میں اس خیال سے کہ اُن میں خرید و فروخت کم ہوتی ہے اپنی جگہ (دوکان) چھوڑ دیا کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے - باستثنار اُس صورت کے جبکہ انکا اپنی جگہ سے علیحدہ ہونا - قہوہ خانہ میں بیٹھنے یا چوسربازی کیلئے نہو بلکہ کسی تجارت ہی کے کام کے لئے ہو + غالباً آپکے ذہن میں یہ بات جلدی سے آتی ہوگی کہ گورنمنٹ مصر کے محکموں میں ملازمت کی کوشش کیجائے مگر یہ سب سے بدتر ہے - مصر میں اس دروازہ کے کھلنے سے پہلے شامی لوگ تجارت کرتے تھے - حتی کہ وہ دولتمند ہوگئے - اور انمیں سے جسکو آپ دولتمند دیکھینگے اُسکی دولتمندی تجارت ہی کے بدولت ہوگئی - انہوں نے ملازمت سے بجز کاہلی اور فضول خرچی کے اور کچھ نہیں کمایا - ملازم نہ مال جمع کرتا ہی اور نہ آئندہ کی بنیاد رکھتا ہی - چاہے اسکی تنخواہ سینکڑوں اور ہزاروں ہی تک کیوں نہ پہنچگئی ہو - اور یہہ ایسی مشہور بات ہی کہ محتاج دلیل نہیں بلاشبہہ گورنمنٹ کی ملازمت عزت ہی مگر انسان کو عزت کے سوا اور چیزوں یعنی ضروریات خوراک و لباس کی بھی ضرورت ہوتی ہی - اور رزق کے دروازوں میں سے تجارت سب سے زیادہ وسیع ہے - پس اگر آپ مال کی کمی کی وجہ سے تجارت نہ کرسکتے ہوں تو کسی تجارتی مقام میں ملازمت تلاش کریں اور "میانہ روی" اختیار کریں - پھر آپکے پاس اسقدر مال جمع ہوجائیگا کہ مستقل مزاجی میں آپکی مدد کریگا - گو کچھ عرصہ کے بعد ہی +

اسلامی خبریں

چندہ برائے مجروحین عساکر عثمانیہ و مظلومین کریٹ جو دفتر وکیل میں موصول ہوا :-

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۶ - دسمبر ۱۸۹۷ء	۳۱	۲	۳
منشی غلام نبی صاحب از ہنگو ضلع گوہاٹ	۶	۵	۳
میزان	۲۷	۷	۶

یروشلیم (بیت المقدس) میں امیر المومنین کی اجازت سے جرمن کلیسیا کے لئے جو کنیسہ تعمیر ہورہا ہی اسکی عمارت ۳۱ - اکتوبر کو مکمل ہوگی اور اسی تاریخ اسکی افتتاح کی مذہبی رسم ادا کیجائیگی - یروشلیم میں کارخانہ آبرسانی بنانیکی تجویز ایک یورپین انجنیر نے پیش کی ہی جسپر وزارت تعمیرات عامہ غور کررہی ہی +

یونانی فوجی افسر اسوس نے جو یونانی فوج لیکر جزیرہ کریٹ میں داخل ہوا تھا اور منصب جرنیلی پر اسے ترقی دیئے جانے کے پہلے دنوں سفارش ہوئی تھی فوجی ملازمت سے مستعفی ہوکر سیاسی معاملات میں مشغول ہوگیا ہی +

صوبجات اناطولیا (ایشیا کوچک) کی موجودہ حالت پر رپورٹ کرنیکے لئے سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل افسروں کی کمیشن مقرر فرمائی ہی - ۶ - نومبر کو بسواری جہاز قسطنطنیہ سے بندر طرابزون کو روانہ ہوگئے تاکہ وہاں سے مقام مقصود کو جائیں - افسروں کے نام یہ ہیں :- سری بے مبر حرم دربار ہمایون و سکرٹری جنرل وزارت تعمیرات عامہ - کرنیل توفیق بے و لفٹنٹ کرنیل رشدی بے ایڈیکانگان امیر المومنین و خالد بے عہدہ دار وزارت سررشتہ تعلیم +

صوبہ آرمینیا میں چند مشہور قزاقوں کی ہلاکت و گرفتاری اور ان میں سے بعض کے مفرور ہوجانیکی خبر دو تین ہفتے ہوئے وکیل میں درج کی گئی تھی - اس ہفتہ کے ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ باقیماندہ قزاقوں نے بھی معہ اپنے سرغنہ میناس کے ہتھیار رکھکر اپنے تئیں سلطان المعظم کے عفو و کرم پر چھوڑ دیا ہی - ان ارمنی لٹیروں نے اضلاع ٹوکٹ - اماسیہ اور جنیک میں چند برسوں سے سخت اودھم مچا رکھا تھا +

توسیع ریلوے - ایک کمپنی نے شام کے بندرگاہ اسکندرون سے جو حلب کا بندر ہی اور جزیرہ قبرص کے مقابل واقعہ ہی بغداد تک ریلوے لائن کی تعمیر کا اجارہ ملنے کی درخواست باب عالی سے کی ہی - اور اس میں لکھا ہی کہ منافع کی بابت سرکار سے کوئی ضمانت نہیں چاہتے - وزارت تعمیر عامہ اس درخواست پر غور کررہی ہی - اسکندرون - بغداد سے بخط مستقیم پانسو پچیس میل کی مسافت پر ہے +

عساکر حمیدیہ کی دو رجمنٹیں جو پانچویں اردو سے جسکا صدر مقام دمشق میں ہی متعلق تھیں تبدیل ہوکر چوتھے اردو (فوجی ضلع) سے جسکا صدر مقام آدرنہ گیہان ہی متعلق کردیگئی ہیں +

آبنائے ڈارڈنیلز کے تمام قلعوں کے گیریسن (افواج مقیمہ) مختلف چھاونیوں کی فوجی دستے بھیجکر پوری تعداد میں کردیئے گئے ہیں +

آسٹریا کی کمپنی جہازرانی موسومہ لائڈ کے تین عہدہ داروں کو جو قسطنطنیہ میں مقیم ہیں محاربہ یونان میں فوجوں کے نقل و حرکت میں بڑی امداد دینے کے صلہ میں سلطان المعظم نے دوم اور سوم درجہ کے عثمانیہ تمغے عطا فرمائے ہیں یہ وہی کمپنی ہے جسکی ایجنٹ کو ترکی حکام نے بندر مرسینا سے نکالدیا تھا اور اُسپر بقول رائٹیر حکومت آسٹریا ناخوش سے باہر ہوگئی تھی۔ اس معاملہ کی مفصل کیفیت جو ایک انگریزی اخبار سے معلوم ہوئی ہے کسی دوسرے کالم میں درج ہے

صوبہ اپائرس کی ترکی فوج کے بیماروں کے لئے جو سفر کی صعوبت میں اٹھانے کے بندر پریویسا میں فوجی ہسپتال بنایا گیا ہے۔ وہاں سے شفایاب مریضوں کو ایسے جہاز پر جو خاص بیماروں کے سفر کے لئے درست کئے گئے ہیں اپنے اپنے گھروں کے قریب ترین بندرگاہ کو پہنچایا جائیگا۔ مخصوصہ کمپنی کے جہاز حال ہی میں پرسالونیکا اور ولو سے سات سو شفایاب سپاہی، ۔ نومبر کو اور فوج مقیمہ تھیسلی کے چھ سو مریض ۶۔ نومبر کو اسی ترکی کمپنی کے جہاز سیووط پر قسطنطنیہ پہنچے ✣

تعیین سرحد جدید کے لئے جو کمیشن موقع پر بھیجی گئی تھی اور جسنے تھوڑے سے حصہ کا تصفیہ کردینے کے بعد رمضان کی وجہ سے باقی کا تصفیہ بہار آئندہ پر ملتوی کردیا ہے اُسنے قصبہ نیزروس کا فیصلہ ٹرکی کے حق میں کیا ہے یونانی وکلاء زور دیتے تھے کہ یہ شہر علاقہ مفوضہ میں داخل نہیں ہے۔ مگر ثالث کمیشن نے یونان کے برخلاف تصفیہ کیا ہے۔ یہ قصبہ پرانی سرحد سے دو میل بجانب جنوب صوبہ تھیسلی میں واقع ہے ✣

مارشل ادھم پاشا افسر اعلےٰ افواج قابض تھیسلی نے حکم دیا ہے کہ قلعہ بند قصبات مثلاً ڈومو کوس۔ دلستینو وغیرہ میں یونانی تارکان وطن یا مفرورین واپس نہیں آسکتے البتہ قصبہ لاریسا میں واپس آجانے کی عام اجازت ہے ✣

کریٹ کی حالت زار پر تمام ترکی اخبارات سخت افسوس و رنج ظاہر کرکے ابنائے وطن کو مظلوم بھائیوں کی دستگیری اور دول یورپ کی اصلاح حال یا انتظام کو مطلقاً دولت عثمانیہ کے سپرد کردینے کی تاکید کررہے ہیں۔ صباح کا بیان ہے کہ دول یورپ عنقریب اپنی بیڑے کریٹ سے واپس بلاکر قیام امن کا کام ٹرکی کے سپرد کردینگی باغیوں نے ایک فرانسیسی سپاہی کو جو حد مقررہ سے آگے بڑھگیا تھا گرفتار کرلیا ہے ✣

گورنمنٹ عثمانیہ نے ساحلی قصبات کے مفلوک الحال مسلمان خانماں بربادوں کے لئے ایشیا کوچک کے صوبہ ایدن میں ۱۵ ہزار بوری آٹا نومبر کے پہلے ہفتہ میں خرید کر کریٹ کو روانہ کیا۔ اور انجمن اعانت مظلومین نے قسطنطنیہ سے اُن کے لئے آٹھ سو کمبل اور پارچہ کی مقدار کثیر اُسی ہفتہ ارسال کی۔ اقدام لکھتا ہے کہ یونان کے ساتھ قطعی معاہدہ صلح ہوجانے کے بعد مسئلہ کریٹ کے تصفیہ کیلئے قسطنطنیہ میں یورپین کانفرنس منعقد ہوگی۔ یورپین طاقتوں کی طرف سے اُنکے سفراء وکیل ہونگے۔ بابعالی نے اپنے وکلاء ابھی نامزد نہیں کئے۔ مگر اُسنے صاف کہدیا ہے کہ کریٹ کی گورنری پر کسی یورپین کی تقرری قطعاً منظور نہیں کیجائیگی۔ جواد پاشا فوجی گورنر نے دول اجنبیہ کے امرای بحر سے بمقام خانیہ ملاقات کرکے موجودہ حالت کی درستی کے متعلق مشورہ کیا۔ اور بعد ازاں تدابیر ضروریہ کو عمل میں لانا شروع کردیا۔ روسی اور فرانسیسی فوج مقیمہ کریٹ میں وبائی بخار داخل ہوگیا ہے اور اب تک کئی سو سپاہی بیمار ہوچکے ہیں ✣

بقول اقدام کریٹ میں ساڑھے تین لاکھ کی آبادی ہے جسمیں سے دو لاکھ دس ہزار عیسائی اور باقی مسلمان ہیں گروہ جزیرہ کی دو تہائی اراضی کے مالک ہیں جس سے عیسائی باغیوں نے انکو خارج کرکے ساحلی قصبوں کو دھکیل دیا ہے ✣

سمرقند دیکھنے کیلئے تیس انگریز سیاحین کی جماعت جنمیں ۱۱ لیڈیاں ہیں ۶۔ نومبر کو قسطنطنیہ سے بطوم کو روانہ ہوئی۔ باطوم سے براہ تفلس و باکو جہاز کا سین کو سیٹمر پر عبور کرکے بندر کراس نوسک سے نئی فوجی ریلوے لائن پر بذریعہ سپیشل ٹرین بخارا اور سمرقند کو جائینگی۔ روسی گورنمنٹ نے خاص عنایت کرکے انکو فوجی لائن پر سفر کرنے کی اجازت دی ہے جسپر خود روس کے ملکی عہدہ دار بھی سفر نہیں کرسکتے۔ کھانے پینے اور سونیکا انتظام ٹرین ہی میں ہوگا اور وہ ہوٹل کا کام بھی دیتی ہیگی۔ بخارا میں ۱۵ امیر کی فوج کا پریڈ بھی دیکھینگے ✣

قسطنطنیہ میں جہاں ہر ایک چیز کا نرخ سرکاری طور پر مقرر ہوتا ہے شروع نومبر میں کوئلہ ایندھن کی یکلخت قلت ہوجانیسے اسکی قیمت بہت بڑھگئی۔ منتظم شہر نے موجودہ ایندھن کی مقدار معلوم کرنیکے بعد اندازہ لگایا کہ چالیس لاکھ اوکیہ کوئلہ اور دس لاکھ چکوس لکڑی شہر کیلئے کل زمستان کیلئے درکار ہوگی۔ اسپر سالونیکا اور دوسری منڈیوں کو فوراً سرکاری آدمی وہاں سے جلد مال بھجوانے کے لئے روانہ کئے گئے اور کوئلہ کی قیمت پہلے چالیس اور پھر پچاس

پارے فیصد اوقیہ سرکاری طور پر مقرر کرکے اس سے گران نرخ پر بیچنے والونکی گرفتاری کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ نومبر کو سات دوکاندار اس جرم میں گرفتار ہوکر ایک پونڈ سے لیکر ۲۰-۲۰ پونڈ تک جرمانہ اور دو دو چار چار یوم قید کی سزایاب ہوئے۔ قسطنطنیہ میں جاڑا بہت سخت پڑتا ہے جس سے غربا کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ امیر المومنین بالکل مفلس لوگوں میں کوئلہ کے لئے ہر سال معقول رقم جیب خاص سے تقسیم فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسدفعہ حضور ممدوح نے ۲۴ ہزار روپیہ اس غرض کیلئے شیخ الاسلام کو ارسال فرمایا ✣

مجلس اعانت مجروحین عساکر عثمانیہ کو صوبہ ایڈریانوپل سے نومبر کے پہلے ہفتہ میں ۸۴ ہزار پیاستر کی مزید رقم وصول ہوئی ہے۔ ہفتہ مذکور تک اس صوبہ سے کل ۲۰۱۱۵۵ پیاستر (تخمیناً ۳۲ ہزار روپیہ) وصول ہوئے۔ اسقدر رقم کسی اور صوبہ سے وصول نہیں ہوئی ✣

امیر المومنین نے ایرانی وزیر صیغہ خارجیہ کے سکرٹری جنرل مرزا ابراہیم خان مدبر الدولہ اور نائب وزیر خارجیہ مرزا محمود خان احتشام السلطنت کو درجہ اعلےٰ اور مرزا صالح خان معتمد دیوان گورنر تبریز کو دوم درجہ کا تمغہ مجیدیہ عطا فرمایا ہے۔ اس سے دونوں اسلامی سلطنتوں کے تعلقات کی عمدگی اور مضبوطی بخوبی ظاہر ہوتی ہے ✣

سلطان المعظم نے بریگیڈیر جنرل بیرن براکڈورف (جرمنی افسر) پاشا سلطانی ایڈیکانگ و تالیق اول ڈویژن فوج سواران حفاظت شاہی۔ اور بریگیڈیر جنرل ابراہیم پاشا کمانڈر اول ڈویژن افواج مقیمہ اپائرس کو جرنیلان ڈویژن کے منصب پر ترقی دی ہے۔ مارکوف آفندی سابق پریسیڈنٹ اور ابراہیم حقی آفندی نائب پریسیڈنٹ میونسپلٹی قصبہ فلپ پولی (صدر مقام صوبہ مشرقی رومیلیا جو اب بلگیریا کے ساتھ شامل ہے) کو اعانت مجروحین کے فنڈ میں خطیر رقمیں چندہ دینے کے صلہ میں طبقہ عثمانیہ کے تیسرے درجہ کے تمغے عطا کئے گئے ہیں ✣

سپاہ پروری۔ امیر المومنین کے حسب الحکم اُن تمام ترکی سپاہیوں میں سے ہر ایک کو جو محاربہ روم و یونان میں زخمی ہوکر آئندہ کیلئے فوجی خدمت کے ناقابل ہوگئے ہیں ۲۴۹ پیاستر (۳۸ روپیہ) ماہوار پنشن ملا کریگی۔ ہندوستان میں دیسی سپاہی کو تیس برس فوجی خدمت کرنے یا جنگ میں قتل ہوجانیکی صورت میں اسکی بیوہ کو چار روپیہ ماہوار سے زیادہ پنشن نہیں ملتی۔ مخصوصہ کمپنی کے جہاز طائف پر ۱۴۳ رنگروٹ دوم اردو کیلئے جسکا صدر مقام ایڈریانوپل ہے بندرہ دوستچہ پہنچے۔ امیر المومنین نے شفایاب گرگمر ورتکی سپاہیوں کے لئے حفاظت شاہی کے دوسرے ڈویژن کے کارخانوں میں ایک ہزار پونڈ کے زائد گرم کپڑے تیار کرائے ہیں اگر کوئی اور صاحب کرم بھی اس غرض کیلئے کوئی رقم عنایت کرنی چاہے تو اسے اپنا عطیہ "غریبہ گارڈ ہوس مقام قرہ کوئی واقعہ قسطنطنیہ" روانہ کرنا چاہیئے ✣

عثمانیہ جنگی جہازات مقیمہ آبنائے ڈارڈنیلز کو نیا رنگ چڑھایا گیا ہے جس سے وہ نہایت خوبصورت اور طرحدار ہوگئے ہیں۔ بالائی حصہ پر سفید اور زیریں حصہ پر سیاہ رنگ کیا گیا ہے ✣

سالونیکا کے بندرگاہ میں نجیتہ گھاٹیں اور گودیاں بنانیکا اجارہ پارلیمنٹ فرانس کے ایک ممبر بارٹی سول کو دیا گیا ہے۔ جسنے اس غرض کیلئے پیرس میں ایک کمپنی قائم کی ہے۔ قسطنطنیہ کے بندرگاہ گولڈن ہارن میں اوارہ میر بحری اور کارخانہ جہاز سازی کے درمیان گورنمنٹ اور گھاٹیں بنوانے والی ہے ✣

شہنشاہ آسٹریا نے شروع نومبر میں عثمانیہ امیر البحر سامی پاشا سلیمان آفندی سابق کمشنر ینبوع (مدینہ منورہ کا بندرگاہ) امین علی آفندی سابق کمشنر مکہ معظمہ اور کئی دیگر ترکی افسروں کو اعلےٰ تمغے عطا کئے۔ مرسینا کے معاملہ کے متعلق آسٹریا کے بیحد بگڑ جانیکی خبر بھی شروع نومبر ہی میں موصول ہوئی تھی۔ مگر یہ کبھی ممکن نہیں ہوسکتا کہ اُسی وقت آسٹریا اعلان جنگ کی دھمکی دے اور اسیوقت ترکی افسر پر اسکی اسقدر عنایت مبذول ہو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ انگریزی اخباروں نے حسب معمول اسدفعہ بھی رائی کا پہاڑ بنادیا تھا ✣

بلگاریا سے مسلمان مہاجرین کی ایک جماعت ایشیا کوچک میں آباد ہونیکی نیت سے ۵۔ نومبر کو بندر وارنا سے قسطنطنیہ وارد ہوئی۔ روسی مسلمان مہاجرین ولایت برصہ کے ضلع عیس گل میں آباد ہوئے ہیں ✣

ترکی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ قسطنطنیہ کے قانونی مدرسہ میں ممالک غیر کی رعایا بھی آئندہ داخل ہوسکیگی قسطنطنیہ میں کئی مشہور یورپین بیرسٹر پہلے بھی موجود ہیں جنکا کاروبار نہایت عمدہ چلا ہوا ہے۔ کیا کسی ہندوستانی مسلمان کو بھی قسطنطنیہ میں جاکر بیرسٹر بننے اور وہاں اپنی قسمت آزمائی کرنیکی جرأت پڑیگی ؟ ✣

تھیلی کی تقریباً ۱۲ سو مفروین ۵ انومبر تک وطن کو واپس آچکے تھے۔ ملکہ یونان مفروین کیلئے خود سامان خوراک و پوشاک لیکر تھسنے سے مقام ولیہ کو جہاں وہ بکثرت جمع ہیں گئی ہے

کریٹ میں یورپین فوجی دستے امن تو خیر کسی آیندہ صبح میں قایم کرہی لینگے مگر پہلے آپ میں تو نپٹ لیں ترکی اخبارات مورخہ ۵ انومبر مخبر ہیں کہ مقام اکرو تیری فرانسیسی اور اطالین سپاہیوں اور مقام غزیہ جو سودا کے قریب ہے روسی اطالین اور فرانسیسی سپاہیوں میں سخت دنگا مشتی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ عثمانیہ نے پانسو مسلمان یتیم بچوں کو کریٹ سے قسطنطنیہ منگوا کر کام کرنے کے قابل لڑکوں کو میرسجری اور توپخانہ کے کارخانوں میں اور چند کو غلطہ کے مدرسہ میں اور باقی مختلف صوبوں کے یتیم خانوں میں بھیج دیئے گئے ہیں۔ اس ہفتہ باغیوں کی سات بادبانی جہاز جنپر مسلمانوں کی معصومہ املاک کی پیداوار اور دیگر چاند اولدی ہوئی تھی معہ اہل جہاز طوفان سے غرق ہوگئی ہے

قسطنطنیہ کی عدالت فوجداری نے تین نوعمر ارمنی پادریوں اور ایک مسلمان عثمان آفندی کے نام جو بشری اراضیات کے محکمہ میں ملازم تھا بجرم مفسدہ پردازی وارنٹ جاری کئے ہیں۔ چاروں مجرم ملک سے روپوش ہوگئے ہیں

عساکر قاہرہ نے سرحد یونان پر یونانی لیٹروں کی دو جماعتوں کو جنوری ۱۸۹۷ء ہلاک ڈسکاٹ ڈومنیک میں پچھلے تین مہینوں سے فتنہ و فساد برپا کر رکھی تھی بالکل تباہ کر دیا ہے۔ دونوں کے سرغنہ کپتان قرہ چولی وچو تو دالنکا اور اکثر قزاق قتل ہوگئے کئی اسیر ہوئے۔ باقی یونان کو بھاگ گئے۔ فوج کو ایک سو پچاس گراس قسم کی رائفلیں۔ اور ۱۷ صندوق کارتوس بھی غنیمت میں ملے

دولت عالیہ ایران کے ترکی سفیر مرزا محمود خاں نے ۱۰ انومبر کو شاہ مظفر الدین کی سالگرہ کی تقریب پر قسطنطنیہ میں عالی شان جشن کیا۔ امیر المومنین و ذیہ اعظم۔ اور دیگر وزرای دولتین سبلد کباد کو پیغام بھیجے۔ اور بحکم سلطانی فوجی بینڈ سفیر موصوف کے مکان پر بھیجا گیا۔ رات کو سفارت خانہ میں چراغاں کیا گیا

قسطنطنیہ کامران کی نگرانی اور حاجیوں کے طبی معائنہ کے لئے کمیشن حفظان صحت قسطنطنیہ سے کامران کو چلی گئی ہے۔ اسکے افسر اعلے اور نائب افسر دونوں عیسائی مذہب ڈاکٹر ہیں۔ انکے علاوہ چھ اور ڈاکٹر ایک کمپوڈر [illegible] عمر افندی اور موسکدی ہو دی پہلے ہی سے کامران میں تھے باقی ۱۰ انومبر کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے کیا عثمانیہ حکومت کو اس کام کے لئے صرف مسلمان ڈاکٹر بہم نہیں پہنچ سکے یا کہ کوئی معاہدہ اس بارہ میں مزاحم ہے؟

ضلع عمارا واقعہ دوابہ دجلہ فرات کا خاص سلطانی املاک کے لئے ایک کمیشن مقرر کی گئی ہے جسکو پریسیڈنٹ محکمہ صرف خاص کا ایک عہدہ دار حافظ محمد رفیق آفندی بنائے گئے ہیں

محمد عارف آفندی سیکرٹری محکمہ شیخ الاسلام مکہ معظمہ کو اور یحیی رشید آفندی ممبر مجلس بلدیہ شیری مدینہ منورہ کی ملا مقرر کئے گئے ہیں

بابعالی اسمد کے کارخانہ کے نمونہ پر طرابلس الغرب (واقعہ افریقہ) میں جہاز سازی کا کارخانہ بنانے کا ارادہ کر رہے ہے۔ مترددہ زار واقعہ البانیا ہیں ۳۰۰۰ مریضوں کیلئے ایک جنگی ہسپتال کھولا گیا ہے

صیغہ حربیہ نے حکم دیا ہے کہ آیندہ قصبہ ٹوکٹ (واقعہ آرمینیا) میں ہمیشہ ۴۰۰ سپاہیوں کی پلٹن مقیم رہیگی اسکے لئے بارکیں بننی شروع ہوگئی ہیں

حضرت سلطان المعظم نے محکمہ حفظان صحت کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جانا منظور کر لیا ہے

محاربہ یونان کے مجروحین میں سے ایک نے نام حسن نقیہ سے مسجد بنا دیجائے۔ امیر المومنین نے اپنی جاں نثار سپاہی کی درخواست کو فوراً منظور کر کے مسجد کا نقشہ محکمہ تعمیرات سے طلب فرمایا ہے مسجد کا نام بانی خاندان عثمان کے پدر بزرگوار ارطغرل کے نام پر رکھا جائیگا

اناطولین ریلوے کمپنی نے محمد طاہر بے مالک اخبار معلومات کے برخلاف کمپنی کی انتظام پر چند غلط الزام لگانے کے متعلق لائبل کا دعوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے

پنگالڈی کی مدرسہ حربیہ کے جو طالب علم تعمیر ریلوے کے اصول عملی طور پر سیکھنے کیلئے اناطولین اور ایدن ریلوی لائینوں پر بھیجے گئے تھے وہ واپس آگئے ہیں۔ اب انجینرنگ سکول کی اعلے جماعتوں کے طلبا کو عملی مشق کیلئے امیر السجری اور مختلف ریلوے لائینوں کے کارخانوں میں بھیجا جائیگا

طرابلس الغرب کے گورنر جنرل اپنے صوبہ کے لوگوں کو فوجی قواعد و مشق سکھانے میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ وہ اتالیقوں کا برابر حوصلہ بڑھاتے رہتے ہیں اور انکی محنت کو بچشم خود معائنہ کرنے کے لئے اندرون ملک میں کئی سفر کر چکے ہیں۔ جو شخص امتحان میں پورا اترتا ہے اسکو سارٹیفکٹ عطا کیا جاتا ہے۔ اس قابل تعریف قومی تحریک سے عساکر حمیدیہ کی طرح ملک کو کئی ہزار قواعد دان فوج بلا خرچ و بلا تنخواہ میسر ہوگئی ہے

صوبہ یمن کے علاقہ عدین کے ایک شیخ سید علی بن احمد نے ضلع جبش کے علاقہ المشیرق کے شیخ کو خود بدولت طرف کر کے اپنے بیٹے کو وہاں مقرر کر دیا۔ اہالی شیرق کو یہ امر ناگوار گذرا۔ اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی جسمیں ۱۲۵ قتل ہوگئے۔ اس معاملہ کی خبر جب علاقہ ترکی کے کشنر مصطفے حکمت پاشا کو ملی۔ انہوں نے فوراً علی پاشا کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجدی۔ اور اسنے اطاعت قبول کر لی مصطفے پاشا کی حسن لیاقت کی بڑی تعریف کیجاتی ہے۔ انہوں نے نواح موخا کی کئی عرب قبائل کو جو کبھی ترکی حکومت کے ماتحت نہیں ہوئے تھے رام کر لیا ہے۔ اور جہاں پہلے کوئی ترکی افسر بغیر کافی فوج کے کبھی نہیں جا سکتا تھا وہاں اکیلے ہی چلے جاتے ہیں۔ اور اپنی خوش اخلاقی سے وحشی و جنگجو قبائل کو اپنا گرویدہ اور جلالت مآب کا محکوم بنا لیتے ہیں

جدہ میں شروع نومبر تک تین سو ملائی حاجی پہنچ چکے تھے

سید ابو الہدی آفندی کی ایک صاحبزادی مرنومبر کو انتقال کر گئی۔ یہ وہی لڑکی تھی جو تبدیل آب و ہوا کے لئے یورپ بھیجی گئی تھی تجہیز و تکفین کا خرچ امیر المومنین نے اپنی گرہ سے عطا کیا سید صاحب امیر المومنین کے بڑے منظور نظر ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عثمانیہ زراعتی بنک حسب الحکم سلطانی وزارت تعمیر عامہ کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ اس انتظام کو شروع ہونیسے محمود جلال الدین پاشا وزیر محکمہ مذکور بنک کی ترقی میں بہت متوجہ ہیں۔ اس بنک سے فقط زمینداروں ہی کو بہت فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ ضرورت کے وقت بالعموم اس سے اپنی اغراض پورا کرلیتا ہے وزیر

ممدوح احتیاجات انتظامیہ کی کمی کمیٹی کوشش کر رہی ہیں

امیر المومنین نے ممالک محروسہ کے کئی اخبارات اور اخبار صباح کے چند اڈیٹروں کو مختلف اوقات کے تمغے عطا فرمائے ہیں۔ اخبار صباح کا گو مالک مہران آفندی عیسائی ارمنی ہے جو سرکاری ملازم بھی ہے مگر اخبار مذکور کے اڈیٹروں میں سے اکثر مسلمان عالم و فاضل ہیں

یلدز سرائے کیلئے ۵ انومبر تک ستر لاکھ پاستر (۱۴ لاکھ روپیہ) کا اسباب یا نقد روپیہ کمیٹی کو وصول ہوا امیر المومنین کے حکم سے مشترکہ چندہ دہندگان کے لئے تین قسم کے تمغے تیار کئے گئے ہیں انمیں سے ایک چندہ دہندہ فرمانروا اور شاہزادگان کیلئے ہے اسکا قطر آٹھ سنٹی میٹر (۳ انچ ہوگا) دوسرا تمغہ جسکا قطر دو سنٹی میٹر ہے ہر ایک چندہ دہندہ کو اور تیسرا تمغہ کا قطر ۱½ سنٹی میٹر (ایک انچ) ہے۔ ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی جنس خریدے ملے گا۔ ان تمغوں کی ایک طرف پھولوں کی بیل اور اسکے اوپر اللہ شان انسانیت و شفقت، اور دوسری طرف ماذار کی مہر کندہ ہوگی

ممالک عثمانیہ میں ہر ایک جگہ مظلومین کریٹ کی تن پوشی کیلئے اصحاب خیر و کرم پارچات اور نقدی عطا کر رہے ہیں خاص قسطنطنیہ میں جب وزیر اعظم نے ۱۰ ہزار قرش اپنی جیب سے دیکر اس خاص فنڈ کا افتتاح کیا تھا تو اسی دن دو لاکھ قرش (۲۲ ہزار روپیہ) وہاں جمع ہوگیا۔ ۱۳ انومبر کو طرابلس الشام میں محمد بدری پاشا حاکم ضلع نے فراہمی چندہ کے لئے کمیٹی قایم کی اور پہلے ہی دن ۳۰۰ کوٹ پاسیقدر قمیصیں اور پاجامے اور ۷۰ ٹوپیاں یہ سب چیزیں نئی نہیں جمع ہوئیں

دولت علیہ اور جاپان میں تجارتی معاہدہ ہونیکی خبر پچھلے ہفتہ لکھی جا چکی ہے مگر اسکے ساتھ یہ خوش خبری درج نہیں ہوئی تھی کہ عثمانیہ گورنمنٹ نے یورپین تاجروں اور سلطنتوں کی اعمال سے پوری پوری پاسیتی لیا ہے۔ اور آیندہ وہ غیر ممالک کو دیدی ہوئی مراعات کی مستثنیٰ نہ ہونگے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سابقہ معاہدوں کی طرح اس معاہدہ میں فریق ثانی کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ اسکی رعایا ممالک عثمانیہ میں رہکر اسی قوانین کے ماتحت ہوگی اور عثمانیہ حکومت کے اسپر کوئی اقتدار نہ ہوگا۔ واقفکاروں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ٹرکی کی انتظامی اور یورپین دراندازی کا موجب زنا وہ تر یہی رعایت ہوتی تھی چنانچہ اس معاہدہ کے رو سے جاپانی رعیت ٹرکی میں دیگر عثمانی رعایا کی طرح ٹرکی کی دیوانی و

مختلف خبریں

هنل ویورپ کے درمیانی سلسلہ تار برقی کے افسر مسٹر گریوز کو جسک اور گوادر کے درمیان ایرانیوں نے قتل کردیا ہے۔ آخر الذکر خلیج فارس کے ساحل پر بلوچستان کے قریب ایران کا بندرگاہ ہے ✣

گورنمنٹ نے چہاونی ڈگشائی میں آبرسانی وغیرہ کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا خرچ منظور کیا ہے

چین میں ۱۸۹۵ء میں جب چند فرانسیسی پادری قتل ہوئے تھے تو فرانس نے بھی منجملہ دیگر شرائط کے پیکن میں گرجہ کی تعمیر کی اجازت حاصل کی تھی جسکا مینار شاہی محل کے برابر بلند کیا گیا۔ یہ امر گورنمنٹ چین کو سخت ناگوار تھا اور آخر ۱۸۹۹ء میں انہوں نے مزید رعائتیں دیکر اس گرجہ کو گروا دیا۔ اور اسکے عوض شہر سے باہر عالیشان گرجہ بنوا دیا۔ جرمنی بھی شاید آئندہ رعائتوں کی بنیاد گرجا بنا کر قائم کرنا چاہتا ہے ✣

احاطہ مدراس کے بندر کنانور کے قریب ۳۰۔ نومبر کی صبح کو ایک جہاز دوسرے سے ٹکرا کر ناکارہ ہوگیا۔ اسنے بندرگاہ پہنچنے کی کوشش کی اور مدد کیلئے توپوں کی شلک کی مگر اسکے پہنچنے سے پہلے ہی شکستہ جہاز کو پیچھے ہٹا لگئی اور وہ غرق ہوگیا۔ یورپین اخبارات کے چھوٹے بہائی موپلوں نے اس واقعہ سے یہ قصہ گھڑ لیا کہ جہاز مذکور عثمانیہ پیٹرہ کا جہاز ہراول تھا جو سواحل کا معائنہ کرکے واپس چلا گیا!!

لاہور اسٹیشن سے انارکلی جانے کے لئے ایک فیل جسم مارواڑی مہاجن رات کے وقت دوم درجہ کی گاڑی پر سوار ہوئے۔ شاہ عالمی دروازہ کے قریب پہنچکر وہ دھوتی کو درست کرنے کے لئے گاڑی میں کھڑا ہوا تو تختہ ٹوٹ گیا اور وہ پاؤں کے بل نیچے گر پڑا۔ مگر خوش قسمتی سے اسکے ہوش وحواس قائم رہے اور جان کے لالچ سے اسے طرح گاڑی میں بھرا ہوا گھوڑوں کے برابر دوڑتا ہوا چلا گیا۔ کیونکہ موٹاپے کی وجہ سے وہ اچک کر پھر اوپر نہ آسکتا تھا۔ گاڑیبان نے شور وغل میں تختہ کے ٹوٹنے کی آواز نہ سنی تھی اور نہ وہ مہاجن صاحب کے شور وپکار کو سن سکا لاہوری دروازہ پہنچکر جب ایک اہرنے گاڑی کے نیچے دو ٹانگیں دوڑتی ہوئی دیکھیں تو اسنے گاڑی کو کھڑا کرایا اور مہاجن بمشکل تمام باہر نکالا گیا۔ نالائق گاڑیبان نے ایسی نکمی گاڑی رکھنے پر نادم ہونیکی بجائے جب کرایہ کا تقاضا کیا تو تماشائیوں نے جو جمع ہوگئے تھے اسے اٹھا کر نہر میں پھینکدیا۔ اور اسکے باہر نکلنے تک مہاجن صاحب چنپت ہوگئے ✣

گوجرات میں یورپین لوگوں کے قبرستان کی زمین گو سرکاری ہے مگر اسکے درخت ایک مسلمان فتح محمد کی ملکیت ہیں۔ جو انکے کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سردست اسے بمشکل یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ کاٹنے سے پہلے حکام کو اطلاع کردیگا۔ وہ بطور خود درختوں کا معاوضہ لینے سے انکار کرتا ہے۔ غالباً سرکار ایکٹ حصول اراضی کی رو سے کارروائی کریگی ✣

اہل حنود پنجاب کی کمیٹی یادگار ڈایمنڈ جوبلی مجوزہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کی چند جماعتیں یکم جنوری ۱۸۹۷ء سے کھولدیگی ✣

پنجاب گورنمنٹ نے افسر جنگلات لاہور کو وہاں فروخت ایندھن کیلئے دو دکانیں کھولنے کی تحریک کی ہے ✣

مسٹر نکل مرحوم سابق میونسپل سکرٹری امرتسر کی جگہ مسٹر آل ساپ صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کئے گئے ہیں۔ اور مسٹر نکل کا ایک بیٹا انکا اسسٹنٹ بنایا گیا ہے۔ آلساپ صاحب کو میونسپلٹی سے ۳۷۵ روپیہ اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے ۵۰ روپیہ اور مسٹر نکل کے بیٹے کو میونسپلٹی سے ۲۲۵ روپیہ اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے ۲۵ روپیہ ماہوار ملینگے۔ بحالات موجودہ اس سے بہتر کوئی اور انتظام مشکل تھا ✣

گورنمنٹ جنرل جمع الخیر ۱۱۔ دسمبر کو کلکتہ رونق افروز ہوگئے ہیں۔ لوکل گورنمنٹوں کو حکم دیا ہے کہ مالک غیر سے سورج گرہن دیکھنے کے لئے جو مہمان آئیں انکی پوری خاطر ومدارت کیجائے ✣

بمبئی ہائیکورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ میونسپلٹیاں ایسی نئی عمارت کی بلندی کو جو پرانی عمارت کے موقع پر بنائی جائے روکدینے کا اختیار رکھتی ہیں ✣

پچھلے قحط سے جو تجربات حاصل ہوئے ہیں انکو جمع کرنے کے لئے کمیشن مقرر کیگئی ہے۔ اسکے پریسیڈنٹ پنجاب کے سابق لفٹنٹ گورنر سر جیمس لائل بنائے گئے ہیں۔ اور پانچ اور صاحب ممبر جس میں سے ایک رائے بہادر بوس ایڈووکیٹ جنرل ناگپور دیسی ہیں۔ پریسیڈنٹ اور ایک اور صاحب کو نواب وزیر ہند نے اور باقی کو گورنمنٹ ہند نے نامزد کیا ہے۔ سر جیمز کی تقرری پر پاؤنیر سوال کرتا ہے کہ "کیا گورنمنٹ نے ان کے اعتراضات سے چھٹکارا پانے کے لئے جو وہ گورنمنٹ کی موجودہ سرحدی حکمت عملی پر کر رہے ہیں انکو اسکام پر مامور کیا ہے۔ یا کہ فی الواقع انکی رائے کی متانت اور برجستگی کی قائل ہوگئی ہے"؟ اگر دوسری صورت ہو تو ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ صاحب موصوف کی اس رائے کو بھی جو انہوں نے توسیع انہار پر ظاہر کی تھی۔ اور جو مارچ ۱۸۹۶ء کے کسی وکیل میں درج کیگئی تھی نظر انداز نہ کریگی۔ اور ہمکو یقین کامل ہے کہ صاحب ممدوح اس بے نظیر موقع کو بھی جو انہیں قحط کمیشن کی پریسیڈنٹی سے گورنمنٹ پر توسیع انہار کی اشد ضرورت بخوبی واضح کرنیکا اتفاقیہ حاصل ہوگیا ہے ہاتھ سے نجانے دینگے۔ صاحب موصوف غالباً جنوری کے شروع میں ولائت سے ہند کو روانہ ہونگے ✣

خانپور اسٹیشن پر مسافر ونکا روکا جانا اور انکے کپڑونکو دھونی دینا ہے۔ دسمبر سے پھر شروع ہوگیا ہے طبی معائنہ پہلی ہی سے شروع ہے۔ راجپوتانہ کی ریاست سروھی کے چند دیہات میں بھی چند مشتبہ مریض پائے گئے ہیں ✣

پنجاب کا ایک نوعمر سولین مسٹر ولسن راجپوتانہ کی سانبھر جھیل پر اپنے بھائی کے ساتھ شکار کھیلتے وقت ۶۔ دسمبر کو اپنے ہی ہاتھ سے اتفاقیہ بندوق چل جانے سے مرگیا۔ متوقی تیاری امتحان کے لئے رخصت پر تھا۔ اور اسکی عمر صرف ۲۲ برس کی تھی ✣

مولوی رفیع الدین احمد صاحب نے ۱۵۔ نومبر کو انجمن اسلام لندن کے جلسہ میں اس بات پر زور دیا کہ کروڑ مسلمانان ہند پولیٹکل لحاظ سے بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ جو امر قوم کی بہتری اور سلطنت ہند کی ترقی کے لئے بہت مضر ہے۔ انکو ایک زبردست پولیٹکل سوسائٹی قائم کرنی چاہئے جسکا مدعا یہ ہے کہ مسلمانان ہند کو وفادار رعایا کے فرائض سے آگاہ کرے ✣

بابو رمیش چندر دت لندن یونیورسٹی کالج میں تاریخ کے پروفیسر مقرر کئے گئے ہیں ✣

ترچناپلی میں ایک دیسی سپاہی نے جنے جمعدار حولدار کو قتل کیا تھا۔ فوجی حوالات میں ۷۔ دسمبر کو خودکشی کرلی۔ اس رجمنٹ کے ایک اور سپاہی نے پچھلے دنوں ایک چودہ سالہ لڑکی کو بری طرح سے جان سے ہلاک کیا ✣

ضلع بارہ بنکی کے علاقہ ہرہا کے راجہ رگھراج بہادر سنگھ کو جو حال میں باپ کے مرنے پر گدی نشین ہوا ہے۔ ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی نے زیر ایکٹ اسلحہ ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا ✣

سٹریٹس سٹلمنٹ کے کمشنر موسم سرما میں کلکتہ آکر نواب والٹر سے نوآبادی مذکورہ میں ہندوستانی قلیوں کے بھیجے جانیکے متعلق مشورہ کرینگے ✣

راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے سکرٹری مسٹر فرانسس بھی مسٹر بیک لین کیطرح سٹرکنیا (کچلہ) کی زیادہ مقدار غلطی سے کھالینے پر ۵۔ دسمبر کو اچانک فوت ہوگیا ✣

راجہ فرید کوٹ سخت بیمار ہیں۔ گورنمنٹ نے فیروزپور کے سول سرجن ڈاکٹر ماریس کو معالج مقرر کیا ہے ✣

بمبئی کے ایک سوداگر نے فرانسیسی ساخت کی تین بے اسپ گاڑیاں جو گیس کی طاقت سے چلتی ہیں منگوائی ہیں۔ انکی رفتار فی گھنٹہ تین سو میل تک ہے اور ۲۰ میل تک ایکدم جاسکتی ہیں۔ فی ٹیم پانچ شخص سوار ہوسکتے ہیں اور خواہ وہ کسی رفتار پر جارہی ہو فوراً روک لیجاسکتی ہے ✣

کراچی سے جانیوالے عازمان حج کیلئے ضلع ملتان کے قصبہ دھراں میں اور بندر چانگاؤں کے راستہ جانیوالوں کے لئے رانی گنج میں قرنطینہ کا کیمپ بنایا گیا ہے۔ جہاز کے ٹکٹ ان دونوں جگہوں کے سوا اور کہیں نہیں ملینگے۔ اسلئے جو شخص سیدھا کراچی یا چانگاؤں چلے جائینگے انکو پھر لودھراں یا رانی گنج واپس آنا پڑیگا ✣

مدراس کی کوئمبار الائبریری کی عمارت کی مینار پر جب ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوچکا تو اسوقت انجینیر نے حکم لگایا کہ بوجھ زیادہ ہوگیا ہے جسکی وجہ سے یہ کھڑا نہیں ہوسکیگا۔ اسپر اسکے گرائے جانیکا حکم صادر دیا گیا۔ اسپر ہمعصر سول لکھتا ہے کہ جو افسر آئندہ ایسی بے احتیاطی اور غفلت سے ایسی فضول چیز پر رعایا کا روپیہ ضائع کرنیکی تجویز کرے یا منظوری دیدے تو اسی خواہ وہ کسی حیثیت کا کیوں نہ ہو سب سے اونچے درخت پر پھانسی دیدیا جائے!!!

امرتسر مطبع دوزبار امرتسر منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ کی حکمت سے چھپا